جو آنکھوں نے دیکھا

ترتیب

محمد قمر الزماں مصباحی (ایم اے)

ناشر

دار العلوم فیضان اعلیٰ حضرت موڈگیرہ، کرناٹک

جو آنکھوں نے دیکھا

محمد قمر الزماں مصباحی (ایم اے)

DARUL ULOOM
FAIZAN-E-ALAHAZRAT
MODGEERA KARNATKA

ہوا۔ ایسی صورت میں حج بدل کرنے والے پر لازم ہے کہ آمر سے لیے ہوئے اخراجاتِ سفر وغیرہ واپس کردے۔ (المرجع السابق، ص/۲۸)

(۱۱) حج بدل کرنے والے نے اگر اخراجاتِ سفر کو اپنے ذاتی کام میں لگا دیا تو تاوان لازم ہے۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج/۱، ص/۲۵۷)

(۱۲) حج بدل اگر فرض نہیں بلکہ نفلی ہے تو جہاں سے چاہے کرا سکتا ہے یعنی اسے اختیار ہے خواہ آفاقی حج کروائے مکی اور یہ بھی اختیار کہ خواہ حرم وحل میں رہنے والے سے حج کرائے یا میقاتی وآفاقی سے۔ (المرجع السابق ص/۳۶۔۳۷)

(۱۳) حجِ بدل کا حکم دیا مگر حج کی تفصیل نہ بتائی کہ حجِ قران کرنا ہے یا افراد تو مامور کو حجِ افراد ہی کرنا چاہیے (یعنی میقات یا اس سے قبل صرف حج کی نیت سے احرام باندھے اور مکہ شریف پہنچ کر صرف طواف زیارت میں اس کی ضرورت نہ رہے پھر ایام حج کا انتظار کرنے۔ جب آٹھویں تاریخ آجائے تو حج کے تمام اصولوں کو بجالائے اور اگر اُس نے اپنے طور پر قِران کیا تو دم قِران اپنے پاس سے دینا ہوگا۔ (المرجع السابق ص/۳۶۔۳۷)

(۱۴) جس پر حج فرض ہو چکا ہو اگر وہ کسی کے حجِّ بدل میں جائے تو وہ گنہگار ہوگا مگر حجِّ بدل کرانے والے کا حج ادا ہو جائے گا۔ (ردالمحتار کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب فی الاستئجار علی الحج ج/۴، ص/۲۲۔)

☆☆☆☆☆

ممکن ہوتو مسجد حرام کے کسی دروازے سے باہر ہی کھڑی ہو کر کعبہ معظّمہ کو حسرت سے دیکھ لے۔(المرجع السابق، ص ۱۳۵)

مسئلہ: عمرہ کرنے والے آفاقی وغیر آفاقی پر طواف رخصت واجب نہیں یہ صرف آفاقی حاجیوں پر ہے مگر عمرہ کرنے والوں کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ مکہ سے روانہ ہونے کے قبل نفلی طواف کرے اور بار بار حاضری کی توفیق طلب کرے۔(المرجع السابق)

مسئلہ: میقات کے بعد یاد آیا تو پھر طوافِ رخصت کے لیے لوٹنا ضروری نہیں بلکہ دَم کے لیے جانور یا اُس کی قیمت حرم میں بھیج دے۔(المرجع السابق)

مسئلہ: میقات کے بعد یاد آنے پر اگر طوافِ رُخصت کے لیے کوئی حاجی لوٹا تو اُسے چاہیے کہ عمرہ کو احرام باندھ کر واپس آئے اور عمرہ سے فارغ ہو کر طواف رخصت کرے اس صورت میں اُس کا دَم ساقط ہو جائے گا۔(المرجع السابق)

حجِ بدل اور اُس کے شرائط

(۱) جس پر حج فرض ہو چکا ہو حج بدل اُسی کی طرف سے کیا جائے ورنہ فرض ادا نہیں ہوگا۔(المرجع السابق، مطلب فی اہداء ثواب الأعمال للغیر، ج ۴، ص ۱۲۔۱۷)

(۲) کسی ایسے شخص نے حجِ بدل کرایا جس پر حج فرض نہیں تھا پھر وہ غنی ہو گیا یعنی اُس پر حج فرض ہو گیا تو اسے خود حج کرنا فرض ہوگا اور اگر معذور ہے تو حج بدل کرانا ہوگا۔(المرجع السابق)

(۳) جس کی طرف سے حج بدل کیا جائے وہ ایسا معذور ہو کہ خود کرنے کے قابل نہ ہو۔(المرجع السابق)

(۴) حج بدل کرانے والا اگر خود حج کرنے کے قابل تھا پھر بھی حج بدل پر کسی کو بھیج دیا اس کے بعد وقوفِ عرفہ سے قبل یا وقوفِ عرفہ کے بعد خود عاجز ہو گیا تو حجِ فرض

ادا نہ ہوا۔ بحالتِ عجز اُسے دوبارہ حج کرانا لازم ہے۔(المرجع السابق)

(۵) حج بدل کرانے والا عاجز و معذور ہوا اور حج بدَل کے لیے کسی کو بھیجا پھر وقوفِ عرفہ سے پہلے اُس کا عذر جاتا رہا اور وہ چنگا ہو گیا تو اُسے خود ہی حج پر جانا لازم ہے۔(المرجع السابق)

(۶) حج بدل صحیح ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ آمِر (حج کرانے والا) اور مامور (حج کرنے والا) دونوں عاقل ہوں۔(المرجع السابق)

(۶) حجِ بدل صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جس معذور کی طرف سے حج کیا گیا اس کا عذر ممکنُ الزّوال ہوا اور حج کے وقت سے مرنے کے وقت تک باقی رہے۔ مثلاً کوئی شخص قید تھا یا مریض تھا اور اُس پر حج کرنا فرض تھا مگر قید یا مرض کے عذر کی وجہ سے اُس نے کسی کو حج بدل کے لیے بھیج دیا۔ پھر وہ آزاد یا صحت یاب ہو گیا تو جو حجّ بدل کرایا گیا وہ کافی نہیں ہے بلکہ فرض ہے کہ خود حج کرے۔(المرجع السابق)

(۷) حجِ بدل کرنے والا جس کے بدلے حج کو جا رہا ہے صرف اسی ایک کی طرف سے نیت کرے ورنہ کسی کا درست نہیں ہوگا مثلاً زید بکر کی طرف سے حج بدل میں جا رہا ہے تو صرف بکر کی طرف سے حج کی نیت کرے اس میں اپنے کو یا کسی کو شامل نہ کرے۔(المرجع السابق، مطلب فی ھداء ثواب الأعمال عن الغیر، ج ۴، ص ۲۰)

(۸) حج کرانے والے (مججوج عنہ) نے کسی کو حج بدل کا حکم دیا پھر وفات پا گیا تو مامور (حجّ بدل کرنے والا) کو اختیار ہے خواہ اس کی طرف سے خود حج کرے یا کسی دوسرے سے کرائے ہر طرح حج ادا ہو جائے گا۔(المرجع السابق۔)

(۹) حج کرانے والا جہاں کا ہو اسی کے وطن سے حج کو جائے۔(المرجع السابق)۔

(۱۰) حجّ بدل کرنے والا حج کرانے والے کی مخالفت نہ کرے۔ مثلاً آمر نے صرف حج کا حکم دیا تھا مگر اس نے حجِّ قران یا حجِ تمتع کیا تو یہ حج آمر کی طرف سے ادا نہ

بعد اس طواف کو لوٹایا تو بَدَنہ تو ساقط ہو جائے گا البتہ دم دینا لازم رہے گا۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات الفصل الخامس، ج ۱ ص ۲۴۵-۲۴۶)

مسئلہ: فرض طواف کے دنوں میں اگر عورتوں کو حیض آجائے یا پہلے ہی سے حالتِ حیض میں ہوں تو وہ فرض طواف کو مؤخر کریں اور اگر مؤخر کرنے میں گروپ سے بچھڑ جانے کا اندیشہ ہو یا ٹکٹ کی تاریخ میں توسیع نہیں ہو رہی ہو ایسی لاچاری کی صورت میں اُسے فرض طواف ادا کر لینا چاہیے مگر اُسے طواف کرنے کے بعد توجہ کرنا اور بَدَنہ دینا واجب ہے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: اگر حائضہ نے مجبوری کی حالت میں طواف کیا پھر بارہویں سے پہلے وہ پاک ہو گئی تو اس پر طواف کو لوٹانا واجب ہے۔ ایسی صورت میں بَدَنہ (اونٹ یا گائے کی قربانی حدودِ حرم میں) دینا ساقط ہو جائے گا ہوں اگر بارہویں کے بعد طواف کو لوٹایا تو بَدَنہ کو لزوم تو ختم ہو جائے گا البتہ دم دینا لازم رہے گا۔ ۵ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات الفصل الخامس، ج ۱ ص ۲۴۵-۲۴۶)

مسئلہ: اگر بے ستری کی حالت میں طوافِ فرض ادا کیا مثلاً عورتوں کے چوتھائی سر کے بال کھلے تھے یا چھوتھائی کلائی کھلی تھی یا مرد کے گھٹنے کھلے تھے تو ان صورتوں میں دم واجب ہو گا۔ ہاں اگر صحیح طور پر لوٹا لیا تو دَم ساقط ہو گیا۔ (المرجع السابق، للفتاویٰ الہندیۃ، ص ۲۴۷))

مسئلہ: منٰی شریف سے جب مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہو تو جنۃ المعلیٰ سے پہلے دائیں جانب ایک پہاڑ ہے جو ایک دوسرے پہاڑ کے سامنے ہے ان دونوں پہاڑوں کے بیچ کے نالہ کو وادیٔ محصّب کہتے ہیں اِس وادی میں پہنچ کر تھوڑی دیر ٹھہرے (خواہ سواری پر خواہ سواری سے اُتر کر اور پیدل ہو تو رُک کر) پھر دعاء کرے اور

افضل یہ ہے کہ عشاء وہیں پڑھے اور ایک ہلکی نیند لینے کے بعد شہر مکہ میں داخل ہو۔ (المرجع السابق، ص ۱۲۰)

مسئلہ: جب تک مکہ معظمہ میں قیام کو موقع ملے غنیمت جانے اس درمیان جس قدر عمرے اور نفلی طواف کا موقع ملے کرتا رہے کہ یہ عبادتیں مکہ مکرمہ کے علاوہ کہیں بھی میسر نہیں آسکتیں۔ عمرہ کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ صبح و شام، رات و دن کر سکتے ہیں۔ البتہ ذی الحجہ کی ۹ر سے ۱۳ر تاریخ تک عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: طوافِ رُخصت ہی کو طواف وداع اور رُخصتی کا طواف کہتے ہیں۔ یہ طواف باہر کے رہنے والے حاجیوں پر واجب ہے۔ (المرجع السابق، ص ۱۱۲)

مسئلہ: طوافِ رخصت بغیر رَمل کے کرے اور اُس کے بعد سعی بھی نہ کرے۔ البتہ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دوگانہ ادا کرے۔ زمزم شریف خوب نہال ہو کر پیئے اپنے جسم پر چھڑکے پھر مُلتزم پر آکر دعائیں کر کے کعبہ شریف کی چوکھٹ کو چومے پھر کعبہ مکرمہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے لوٹے ممکن ہو تو اُلٹے پاؤں چلے کہ کعبہ معظمہ کو پیٹھ نہ ہو۔ (المرجع السابق، ص ۱۲۲-۱۲۳)

مسئلہ: طوافِ رخصت کا وقت طوافِ زیارت کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی حاجی نے منٰی سے مکہ مکرمہ آنے کے بعد کوئی نفلی طواف کر لیا تو وہ طوافِ رُخصت کے وجوب سے بریُّ الذمّہ ہو گیا۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: مکہ مکرمہ سے روانگی کے بعد وطن لوٹنے سے پہلے مکہ کے قریب کسی آبادی میں دو چار روز ٹھہرنا ہے جب بھی طواف رخصت کے بعد ہی مکہ سے روانہ ہو۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ۲۲۲)

مسئلہ: مکہ سے روانگی کے وقت یا اُس سے قبل ہی کسی عورت کو حیض آنا شروع ہو گیا تو اُس پر رخصتی کا طواف واجب نہ رہا وہ بغیر طواف کے بھی جا سکتی ہے۔ ہاں اگر

(المرجع السابق)

مسئلہ: جس حاجی کے سر پر پھوڑے پھنسیاں ہوں یا زخم ہوا اور بال بھی اتنے بڑے نہ ہوں کہ اُسے کاٹ سکے تو وہ معذور ہے۔قربانی کے بعد ہر وہ چیز اُس پر حلال ہو گئی جو سَر منڈانے والے حاجیوں پر ہوتی ہے مگر اس کے لیے مستحب ہے کہ ایّام نحر کے اخیر تک صبر کرے۔(المرجع السابق)

مسئلہ: ذوالحجہ کی دسویں یا گیارہویں یا بارہویں کو جو طواف کیا جاتا ہے وہ فرض ہے اور حج کا دوسرا رکن ہے اسی طواف کو طواف الزیارۃ یا فرض طواف بھی کہتے ہیں۔ (المرجع السابق،ص۲۳۴)

مسئلہ: فرض طواف رَمی اور قربانی سے پہلے نہیں کیا جاسکتا۔افضل طریقہ یہ ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو مزدلفہ سے واپسی میں پہلے جمرۃ العقبہ کی رمی کی جائے۔ پھر قربانی کی جائے۔پھر حلق یا تقصیر کے بعد نہا دھو کر عام استعمالی کپڑے پہن لے اور قربانی کا کچھ گوشت کھا کر ممکن ہو تو پیادہ ورنہ سواری سے مکہ مکرمہ جائے اور سات چکروں پر مشتمل طواف کرے۔(المرجع السابق)

مسئلہ: مفرِد و قارِن نے اگر طوافِ قدوم میں رمل و سعی کیا تھا تو اب اس فرض طواف میں اُسے نہ رمل کی ضرورت ہے اور نہ ہی سعی کی۔اسی طرح اگر متمتع حاجی نے حج کا احرام باندھ لینے کے بعد نفلی طواف و سعی کر لیا تھا تو اس فرض طواف میں اُسے سعی کی ضرورت نہیں۔بہار شریعت ج۶ ص۱۱۶)

مسئلہ: مفرد و قارِن نے طوافِ قدوم تو کیا مگر اس کا رمل چھوڑ دیا۔یا طواف قدوم کے بعد سعی نہیں کی تو اِس طواف افاضہ میں رمل و سعی دونوں کرے۔(المرجع السابق)

مسئلہ: طوافِ زیارت میں چار چکر فرض ہے اور بقیہ تین واجب۔(المرجع السابق)

مسئلہ: طوافِ زیارت کے لئے احرام کا لباس ہونا کچھ ضروری نہیں بلکہ عام سلے ہوئے لباسوں میں یہ طواف کیا جاتا ہے اگر چہ رَمل و سعی دونوں کرنا پڑے۔(الدرالمختار

وردالمختار، کتاب الحج مطلب فی طواف الزیارۃ، ج۳،ص۶۱۴)

مسئلہ: حج کا احرام باندھ لینے کے بعد اگر کسی نے طواف و سعی تو کیا مگر بے طہارت تو اس فرض طواف میں رمل و سعی دونوں کرے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب المناسک الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج۱،ص۲۳۲، والجوہرۃ النیرۃ کتاب الحج،ص۲۰۶)

مسئلہ: فرض طواف دسویں ذی الحجہ کو کرنا افضل ہے۔ اگر کسی وجہ سے نہیں کرسکا تو گیارہویں کو کرے اور گیارہویں کو بھی طواف نہیں کرسکا تو بارہویں کو سورج غروب ہونے سے پہلے کرے۔(الدرالمختار وردالمختار، کتاب الحج، مطلب فی طواف الزیارۃ، ج۳،ص۶۱۶)

مسئلہ: اگر بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب تک طواف نہیں کرسکا تو گنہ گار ہوا اور دم بھی واجب ہوگیا۔(المرجع السابق)

مسئلہ: اگر دسویں ذی الحجہ کو طواف میں بھیڑ بھاڑ ہو تو کمزور مردوں اور عورتوں کو بجائے دسویں کے گیارہویں تاریخ کو طواف کرنا افضل ہے اسی طرح اگر گیارہویں کو بھی اژدہام ہو تو بارہویں کو کرلے۔اس کے بعد بلاعذر تاخیر کرنا گناہ ہے اور اگر بلاعذر تاخیر ہوگئی تو توبہ اور دم دونوں واجب ہیں۔(المرجع السابق)

مسئلہ: کوئی حاجی فرض طواف کئے بغیر وطن چلا گیا تو اُسے کفارہ سے چھٹکارہ نہیں اُسے لازم ہے کہ دوبارہ مکہ مکرمہ حاضر ہو کر فرض طواف کرے اور توبہ کے بعد کفارہ بھی دے۔(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج،ص۲۲۱)

مسئلہ: فرض طواف کے چار پھیرے یا اس سے زیادہ (پانچ، چھ یا سات) ناپاکی کی حالت میں لگائے تو طہارت کے ساتھ اُس کا اعادہ واجب ہے اور بَدَنہ دینا بھی واجب ہے۔ ہاں اگر بارہویں کے غروب آفتاب سے پہلے طہارت کے ساتھ اس طواف کو لوٹا لیا تو بَدَنہ کا کفارہ میں دینا ختم ہوجائے گا۔اور اگر بارہویں کے

کی دعاء کی جائے۔ وغیرہ۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، باب ما یستحب من اضحایا، رقم الحدیث:۲۷۹۵)

مسئلہ: بقرعید کی قربانی منٰی شریف میں مسافر حاجیوں پر واجب نہیں اگر چہ وہ حالت مسافرت میں بھی صاحبِ نصاب ہوں۔ (المرجع السابق، ص ۱۱۱)

مسئلہ: جو حاجی پندرہ دن کامل یا اُس سے زائد دنوں سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہوں اور صاحبِ نصاب بھی ہوں تو حج کی قربانی کے علاوہ بقرعید کی قربانی بھی اُن پر واجب ہے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: مکہ مکرمہ، منی شریف اور عرفات کے ایّام اگر مل کر پندرہ دن ہو گئے تو اقامت کے احکام عائد نہیں ہوں گے۔ مثلاً بارہ شب و روز کوئی حاجی مکہ شریف میں رہا پھر تین شب و روز منٰی و عرفات اور مزدلفہ میں گزارا تو وہ مقیم نہیں کہلائے گا اور اگر چہ صاحب نصاب ہو تو اس پر بقرعید کی قربانی واجب نہیں ہوگی۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں آج کل قربانی ٹوکن بیچا جاتا ہے جس کو حاجی مختلف اداروں اور بینکوں سے خرید سکتے ہیں اور بعض صورتوں میں ٹوکن کے ساتھ ساتھ قربانی کا وقت اور تاریخ کا تعین بھی ہوتا ہے۔ لیکن کیا یقین کہ اُس تاریخ اور وقت پر قربانی ہوئی بھی یا نہیں اور اگر قربانی ہو بھی گئی ہو تو کیا یقین کہ جانور عیوب سے پاک بھی تھے یا نہیں کیوں کہ ٹوکن والے ادارے ٹرکوں کے حساب سے جانور خریدتے ہیں اور ایک طرف سے ذبح کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسلئے شک و تردد میں پڑنے کی بجائے خود قربانی کا جانور دیکھ بھال کے خریدے یا قابل اعتماد شخص سے خریدوائے اور اُسے خود ذبح کرے یا ذبح کے وقت موجود رہے اور اگر کسی کو نائب بنایا ہے تو وہ آ کر خبر کردے کہ تمہاری طرف سے قربانی ہوگئی پھر حلق وغیرہ کرائے۔[2] (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۱)

مسئلہ: حلق (سارے سر کا بال مونڈانا) مردوں کے لیے افضل ہے اور تقصیر (سارے سر یا کم از کم چوتھائی سر کے تمام بالوں کو انگلی کے ایک پورے کے برابر ترشوانا) جائز ہے۔ عورتوں کے لیے حج یا غیر حج میں حلق حرام ہے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب المناسک الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۱)

مسئلہ: عورتیں اپنے سارے سر کے بالوں کی لٹوں سے ایک پورا بال کسی محرم یا شوہر سے کٹوا دیں یا خود کاٹ لیں۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: حلق ہو یا تقصیر بالوں کے کاٹنے کی ابتدا داہنی جانب سے ہونا چاہیے اور افضل یہ ہے کہ حاجی یا جن قبلہ رو بیٹھے۔ جب تک بال مونڈے یا تراشے جاتے رہیں اس وقت تک تکبیر و تہلیل اور حمد الٰہی بیان کرتے رہنا چاہیے، پھر فراغت کے بعد اپنی اور تمام مسلمانوں کی بخشش کی دعاء کرنی چاہیے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: مفرد حاجی بھی طوافِ قدوم اور نفلی سعی کے بعد حلق نہیں کرا سکتا، اسے چاہیے کہ دسویں کو رَمی کے بعد حلق یا تقصیر کرائے پھر قربانی دینا چاہتا ہے تو قربانی دے پھر حلق کرائے یعنی رمی کے بعد پہلے قربانی دے پھر حلق کرائے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: اگر قینچی یا اُسترا سے سر کے چند بال یا دو ایک لٹیں کاٹ ڈالیں تو وہ احرام سے باہر نہیں ہو گا یعنی جب تک کم از کم چوتھائی سر کے بالوں کو جڑ سے صاف نہ کرادے یا کم از کم چوتھائی سر کے تمام بالوں کو ایک پورے کے برابر نہ کٹوا دے مُحرم مرد احرام سے باہر نہیں آسکتا۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: حلق یا تقصیر کا حدودِ حرم میں ہونا واجب ہے اگر کسی نے حرم سے باہر مثلاً جدہ وغیرہ میں جا کر بال کٹوا دیئے تو اس پر دم واجب ہے۔[1] (لباب المناسک، باب مناسک منی، فصل فی الحلق والتقصیر، ص ۲۳۰)

مسئلہ: عمرہ کرنے والوں نے بجائے حرم کے دوسری جگہ جا کر اسی دن یا بعد میں بال کٹوایا تو اس پر ایک دم واجب ہے کیوں کہ اس کے لیے وقت کی قید نہیں۔

یا سورۂ بقرہ پڑھی جاسکے اس سے کم وبیش میں بھی حرج نہیں۔اس کے بعد جمرۃ الوسطیٰ (درمیانی شیطان) کے پاس آئے اور اُسے بھی اول کی طرح سات کنکریوں سے رجم کرے، پھر وہاں سے ہٹ کر طویل دعا مانگے۔اس کے بعد تیسرے شیطان (جمرۂ عقبیٰ) کے پاس آئے اور اسے بھی الگ الگ سات کنکریوں سے مارے اور فوراً پلٹ آئے یہاں کچھ فاصلہ پر ٹھہر کر دعاء نہ کرے بلکہ راہ چلتے ہوئے راستے میں دعاء واستغفار اور ذکر کرے۔

(بہار شریعت، ج۶ ص۱۱۰)

مسئلہ: تیرہویں ذی الحجہ کی رمی کا وقت تیرہویں کی صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے لیکن صبح سے زوال تک وقت مکروہ ہے لہٰذا زوال کے بعد رمی کر کے مکہ مکرمہ روانہ ہونا چاہیے۔(المرجع السابق)

مسئلہ: بارہویں ذی الحجہ کو اگر آفتاب غروب ہو گیا تو منٰی سے مکہ کے لیے روانہ ہونا معیوب ہے۔(بہار شریعت، ج۶ ص۱۱۷)

مسئلہ: رمی میں یہ سب باتیں مکروہ ہیں۔ دسویں کی رمی بغیر کسی مجبوری کے آفتاب ڈوب جانے کے بعد کرنا۔ تیرہویں کی رمی زوال سے پہلے کر لینا۔ (۱۲/۱۱ کو زوال سے پہلے رمی جائز نہیں) کنکر، پتھر اور مٹی وغیرہ کے بڑے ٹکڑوں سے رمی کرنا۔ رمی کے لیے پتھروں کو توڑ کر کنکر بنانا۔ مسجد کی کنکریوں کو رمی میں استعمال کرنا۔ جمرات (شیطانوں) کے اِردگرد پڑی ہوئی نامقبول کنکریوں سے رمی کرنا۔ سات کنکریوں سے زیادہ مارنا، ناپاک کنکریوں سے رمی کرنا، رمی کرنے کا جو شرعی طریقہ ہے اس کے خلاف رمی کرنا، خلاف ترتیب رمی کرن۔ مثلاً ۱۱/۱۲/۱۳ کو چھوٹا، درمیانی اور بڑے شیطان کو ترتیب وار نہ مار کر درمیانی یا بڑے شیطان سے شروع کرنا۔ مارنے کی بجائے کنکریوں کو یکے بعد دیگرے جمرات کی بونڈری میں ڈال دینا۔(المرجع السابق)

مسئلہ: عورتوں کو چاہیے کہ بے عذر شرعی کسی مرد کو رمی کیلئے اپنا نائب نہ بنائیں اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان پر دَم واجب ہوگا اور رمی کے سعادت سے بھی محروم رہیں گی۔ انہیں چاہیے کہ اپنی جانب سے خود رمی کریں کہ ان کے لیے شریعت مطہرہ نے آسانی دی ہے کہ اگر وہ دسویں کو زوال سے قبل رمی نہ کر سکیں تو زوال کے بعد کریں اور زوال کے بعد غروب آفتاب تک بھی نہ کر سکیں تو راتوں میں رمی کریں کہ ان وقتوں میں بھیڑ کم ہوتی ہے یا بھیڑ ہوتی ہی نہیں۔

(المرجع السابق)

مسئلہ: دسویں ذی الحجہ کو رمی کے بعد سر مُنڈانے سے پہلے قربانی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔(بہار شریعت ج۶ ص۱۱۱)

مسئلہ: قربانی حج کا شکرانہ ہے جو قارِن اور مُتمتّع پر واجب ہے اگرچہ فقیر ہو اور مفرد کیلئے مستحب ہے اگرچہ غنی ہو۔(المرجع السابق)

مسئلہ: صحتِ قربانی کے لیے جانوروں کے وہی شرائط ہیں جو بقرعید کی قربانی میں ہیں۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: قربان گاہ میں جا کر خود جانور کی عمر اور عیوب کو اچھی طرح جانچ پرکھ لے پھر جانور خریدے۔(المرجع السابق، ص۱۱۱)

مسئلہ: کئی آدمی مل کر اگر اونٹ یا گائے کی قربانی کریں تو بھی صحیح ہے لیکن شرکاء کی تعداد سات سے زائد نہ ہو۔(المرجع السابق)

مسئلہ: منٰی کی قربان گاہ میں بھی قربانی کے وہی آداب اور طریقے ہیں جو دوسری جگھوں میں ہیں کہ جانور کو قبلہ رُخ لٹایا جائے، ذبح کرنے والا بھی قبلہ رخ ہو۔ تیز چھری سے جلد ذبح کرے۔ جانور کی چار رگوں سے زیادہ وقت ذبح نہ کٹے۔ بڑے جانور کے اگلے دونوں پاؤں اور پچھلا ایک پاؤں ملا کر باندھ دیا جائے۔ جانور جب تک سرد نہ ہو کھال نہ کھینچا جائے۔ ذبح کے بعد قربانی اور حج کے قبول ہونے

رات کو لَیْلَۃُ الْبَرَاءَۃ اور لَیْلَۃُ الْقَدْر سے بھی افضل بتایا لہٰذا ساری رات حمد وثنا، ذکر ودعا اور درود خوانی میں گذارے اور اگر تھکاوٹ کی وجہ سے نیند کا غلبہ ہو تو جلد سو جائے تا کہ رات کے پچھلے پہر میں ضرور بیدار ہو جائے۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۱)

مسئلہ: حاجیوں کے ہجوم کی وجہ سے اگر بس والوں نے مزدلفہ میں بس کو نہیں ٹھہرایا یہاں تک کہ صبح صادق ہونے سے پہلے مزدلفہ کے حدود سے بس باہر ہو گئی تو اس میں سوار تمام حاجیوں پر دَم واجب ہے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: اگر کوئی اچھا خاصا تندرست حاجی مزدلفہ میں ایسا بیمار ہو گیا کہ اُسے منیٰ یا مکہ مکرمہ جانا پڑا اور وہ صبح صادق ہونے سے پہلے ہی چلا گیا تو اس پر کوئی کفارہ یا وقوف کا اعادہ نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ج ۱ ص ۲۳۰)

مسئلہ: جب طلوع آفتاب میں دو تین منٹ وقت باقی رہ جائے تو مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے جمرۃ العقبہ پر جائے اور شیطانِ اول کو الگ الگ سات کنکریاں مارے اور پہلی کنکری مارنے سے قبل ہی لبیک کا پڑھنا چھوڑ دے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: رقم الحدیث ۲۹۵۰)

مسئلہ: دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرۃ العقبہ (پہلا شیطان) کو سات کنکریاں مارنا چاہیے۔

(صحیح البخاری، کتاب الحج، باب فی الجمار، بسبع حصیات رقم الحدیث: ۱۷۴۸)

مسئلہ: رمی کے وقت جمرہ کی طرف منہ ہو اور کنکریاں بائیں ہاتھ میں رہیں اور جس کنکری کو شیطانی پیلر پر پھینکنا ہو تو وہ داہنے ہاتھ کی انگشتِ شہادت اور انگوٹھے کی چٹکی میں ہو پھر دایاں ہاتھ خوب اُٹھا کر کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہو سکے۔ بسم اللہ۔ اللہ اکبر کہتے ہوئے رمی کرے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم

الحدیث: ۲۹۵۰)

مسئلہ: شیطان کو کنکری مارتے وقت یہ نیت دل میں ہونی چاہیے کہ راہ حق میں دخل دینے والی ہر طاقت کو مسمار کر رہا ہوں اور جو نفس وشیطان مجھ پر مسلط ہے اسکو مار بھگا رہا ہوں۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: کسی حاجی نے اگر ساتوں کنکریوں کو مٹھی میں لے کر ایک بارگی شیطانی پیلڑ پر دے مارا تو یہ صرف ایک ہی کنکری سمجھی جائے گی کیونکہ کنکریوں کو الگ الگ پھینکنے کا حکم ہے۔ (المرجع السابق، ص ۶۰۷)

مسئلہ: کسی نے کنکر پتھر کے بجائے جوتے چپل یا سیب وانگور وغیرہ سے رَمی کیا تو وہ رمی ہی نہیں ہوئی۔ اب اس کو رمی کرنا بھی واجب ہے۔ اور توبہ بھی کہ تضیع مال یا اہانتِ نعمت کا مرتکب ہوا۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: بہت سارے حاجی ایک فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے اپنی اور دوسروں کی اذیتوں کا سبب بنتے ہیں بلکہ کبھی کبھی اپنی جانِ عزیز کو بھی گنوا دیتے ہیں۔ انہیں حکم الٰہی لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ۔" (اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو) سے ڈرنا چاہیے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: سورج ڈوبنے کے بعد سے صبحِ صادق تک رمی کرنا اگرچہ مکروہ ہے مگر بوڑھے، مریض، کمزور اور عورتوں کے لئے مکروہ نہیں بلکہ بلا کراہت جائز ہے بلکہ موجودہ حالات میں عورتوں کے لئے رات کو رمی کرنا افضل ہے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو رمی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بعد زوال سے غروب آفتاب تک پہلے جمرۃ الاولیٰ (پہلا یعنی چھوٹا شیطان) کے قریب آئے جو مسجد خیف کے نزدیک ہے پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے اُسے سات کنکریاں الگ الگ مارے اور ستون سے کچھ آگے بڑھ کر جہاں بھیڑ بھاڑ نہ ہو یا کم ہو اپنے ہتھیلیوں کو قبلہ رُخ کر کے طویل دعا مانگے یعنی اتنی دیر تک جتنی دیر میں کم از کم بیس آیات

چلے اور جب سبز ستون آئے تو دوڑنا شروع کرے یہاں تک کہ دوسرے سبز ستون سے نکل جائے۔ یہ سعی کا دوسرا چکر ہوا پھر وہاں ٹھہر کر تسبیح وتہلیل اور درود وسلام پڑھے اور اطمینان حاصل ہو جانے کے بعد مروہ کی طرف چلے۔ اسی طرح سات چکر لگائے۔ ساتواں چکر المروہ پر ختم ہوگا اور اسی کا نام سعی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَہ ہے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: اگر کسی عورت نے طواف صحیح حالت میں ادا کرلیا پھر اُسے حیض آنا شروع ہوگیا اور اسی حالت میں سعی کرلی تو سعی ہوگئی نہ اس پر کوئی کفارہ ہے نہ سعی کا اعادہ۔
(بہار شریعت، ج۶، ص۸۰)

مسئلہ: اگر حج کا احرام باندھنے کے بعد نفلی طواف کے ساتھ سعی نہیں کی تھی تو طوافِ زیارت کے بعد سعی ضروری ہے۔ مگر اس سعی میں احرام کا ہونا ضروری نہیں۔
(لباب المناسک ص۱۷۴)

مسئلہ: حج تمتّع کرنے والے حجاج کرام جو عمرہ کے بعد احرام سے باہر آگئے اور حج کے انتظار میں مکہ معظمہ کے اندر قیام پذیر ہیں انہیں چاہیے کہ آٹھویں ذی الحجہ سے پہلے یا آٹھویں کی صبح کو مکہ شریف میں کہیں بھی احرام باندھ لیں اور افضل مسجد حرام میں باندھنا ہے۔ پھر احرام کے ساتھ ایک نفلی طواف ساتویں کی صبح سے پہلے بہتر ہے تاکہ آٹھویں کے ظہر سے نویں کی فجر تک پانچ نمازیں ادا کریں اور ان نمازوں کا مسجد خیف میں ادا کرنا افضل ہے۔
(المسلک المتقسط، فصل فی الرواح من منی الی عرفات، ص۱۹۰)

مسئلہ: منٰی شریف میں بھی نماز فجر کا مستحب وقت میں ادا کرنا افضل ہے۔ نماز فجر کے بعد سے نمازِ اشراق تک اوراد ووظائف ذکر ودعا اور لبیک میں مشغول رہنا چاہیے۔ نماز چاشت کے بعد حوائج سے فارغ ہوکر باوضو ہوجائے اور منٰی سے عرفات شریف کے لیے نکل پڑے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: منٰی وعرفات کے خیموں میں عورتوں کے لیے مخصوص عارضی کمرہ کپڑے وغیرہ کے ذریعہ بنالینا مناسب ہے تاکہ وہ مردوں کے اختلاط اور بے پردگی سے بچیں۔ (المرجع السابق ص۹۲)

مسئلہ: اگر مسجد کے امام کی صالح امامت نہیں ہے تو اپنے خیموں ہی میں ظہر کی جماعت کا اہتمام کرے اور یہاں فرض سے پہلے اور فرض کے بعد دونوں سنتوں کو ادا کرے۔ پھر اگر وقت ہو تو تلاوتِ قرآن، دعاء اور درود پڑھتا رہے۔ جب عصر کا وقتِ حنفی شروع ہوجائے تو عصر کی نماز اوّل وقت میں جماعت سے پڑھ کر جبل رحمت کی طرف چلے اور اس کے قریب پہنچ کر جتنی گریہ وزاری آہ وبکا کرسکتا ہو کرے توبہ واستغفار اور دعاء ودرود پڑھتا رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ (بہار شریعت، ج۶، ص۹۴)

مسئلہ: جو شخص نویں کا سورج ڈوبنے سے پہلے میدانِ عرفات کو چھوڑ دے اس پر دم واجب ہے اور توبہ بھی۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نویں کا آفتاب غروب ہوجانے کے بعد بھی عرفات میں آیا تو اُس کا وقوف ہوگیا مگر اس پر دم واجب ہے کہ نویں کو زوال کے بعد دن کے کسی حصہ سے وقوف شروع کرنا واجب ہے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانگی کے وقت ہی سے ذکر ودرود، اور دعاء لبیک میں مصروف رہے۔ (بہار شریعت، ج۶، ص۱۰۲)

مسئلہ: مزدلفہ پہنچ کر بھی اگر مغرب کا وقت باقی ہے (شفق ابیض نہیں ڈوبا ہے) تو مغرب کی نماز نہیں پڑھنی چاہیے جب عشاء کا وقت آجائے، اور صالح امامت امام میسر ہو تو جماعت کے ساتھ پہلے مغرب کا فرض بہ نیت ادا پھر عشاء کا فرض پڑھے اس کے بعد مغرب اور عشاء کی سنتیں ادا کرے پھر وتر وغیرہ۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: مزدلفہ کی رات بڑی خیر وبرکت اور فضیلت والی ہے بعض اکابر علماء کرام نے اس

مسئلہ: طواف کی نیت کرنے کے ساتھ تلبیہ (لَبیکَ اَللّٰھُمَّ لَبّیکَ الخ) ختم ہو جاتا ہے صرف مُعتَمِر اور مُتَمَتِّع کے لئے۔ (المسلک المتقسط والمسلک المتوسط، ص ۱۴۵)

مسئلہ: خواہ فرض ہو یا واجب یا سنت و مستحب۔ ہر طواف صرف نیت طواف سے ادا ہو جاتا ہے یعنی ہر قسم کے طواف کے لئے الگ الگ نیتیں نہیں ہیں بلکہ ایک نیت (اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیدُ طَوافَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْہُ لِی وَتَقَبَّلْہُ مِنِّی) سے، فرض، واجب، سنت و مستحب ہر طواف ادا ہو جائے گا۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: مسجد حرام یا مکہ مکرمہ کی کسی جگہ سے حج کا احرام باندھنے والا منٰی شریف جانے سے قبل اگر ایک طواف نفل بقید اصطباع و رمل اور ایک سعی کرلے تو جائز ہے بلکہ اس سے یہ سہولتیں بھی میسر آجاتی ہیں کہ ایام نحر میں طوافِ زیارت کے اندر کافی بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے رمل و سعی مشکل ہو جاتا ہے لہٰذا جو طوافِ نفل میں رمل و سعی کر چکا ہے اس کے لیے طوافِ زیارت میں رمل و سعی ضروری نہیں۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے بال اور کلائیوں کو پوری طرح پردہ میں رکھ کر مردوں سے علیحدہ ہو کر طواف کریں کعبۃ اللہ شریف کا قرب حاصل کرنے یا رکنِ یمانی کو چھونے یا حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے مردوں کے درمیان نہ چلی جائیں کہ بجائے ثواب کے بے حیائی کا گناہ ہوگا۔ (بہار شریعت، ج ۶، ص ۸۱)

مسئلہ: نفلی طواف بھی بے وضو کرنا حرام ہے اگر کسی نے اس کے کل یا اکثر چکر (چار) بے وضو لگایا تو صدقہ واجب ہے۔

(المرجع السابق فی الفتاوٰی الہندیۃ، ص ۲۴۵-۲۴۸)

مسئلہ: طواف کی دعائیں اگر یاد نہ ہوں تو ہر طواف میں کلمۂ تمجید سُبحَانَ اللّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ) اور رکن یمانی و حجر اسود کے درمیان رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیا

حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ پڑھتا رہے۔

(بہار شریعت، ج ۶، ص ۶۹)

مسئلہ: عورتیں مجبوری کی حالت میں بحالتِ حیض بھی طواف زیارت کرسکتی ہیں مگر بدَنہ (حرم میں اونٹ یا گائے کی قربانی) لازم آئے گا اور ایسی صورت میں اُسے توبہ بھی کرنی ہوگی کہ ناپاکی کی حالت میں مسجد حرام سے گذری۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج، ص ۲۲۱)

مسئلہ: طوافِ زیارت کے چار چکر فرض ہیں اور ساتوں چکروں کا پورا کرنا واجب ہے لہٰذا اگر کسی نے ایک چکر بھی چھوڑ دیا یا بھولے سے رہ گیا تو اس پر دم واجب ہے اور اس دم کی ادائیگی حدودِ حرم میں ضروری ہے۔

(المرجع السابق فی الفتاوٰی الہندیۃ، ص ۲۴۵-۲۴۷)

مسئلہ: طواف، نمازِ طواف ملتزم اور ماءِ زمزم سے فارغ ہو کر، صفا کی سیڑھیوں کے طرف حمد و تسبیح اور درود و سلام پڑھتے ہوئے بڑھے لیکن صفا کی بلندیوں پر نہ جائے کہ ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، ج ۶، ص ۷۷)

مسئلہ: صفا کی سیڑھی سے اُترنے کے قبل سعی کی نیت کرے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَاوَ الْمَرْوَۃ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ'' سعی کے صحیح ہونے کے لیے نیت ضرری نہیں مگر نیت کے الفاظ کو زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔ ۵؎ (المرجع السابق ج ۶، ص ۶۹، ترجمہ: اے اللہ میں صفا اور مروہ پہاڑی کی سعی کرنا چاہتا ہوں لہٰذا تو میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما)

مسئلہ: مروہ کی اونچائی تک پہنچ کر رُک جائے نہ دیوار کے قریب ہو نہ اس سے ٹھہر کہ یہ ناواقفوں کا طریقہ ہے۔ پھر وہاں بھی اطمینان سے ٹھہر کر ذکر و تسبیح کرے اور دعائیں مانگے اور اس درمیان کعبہ شریف کی طرف رخ ہو۔ پھر مروہ سے صفا کی طرف

کی نیت یوں ہے:اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیدُ العُمرَۃَ فَیَسِّر لِی وَتَقَبَّلھَا مِنّی وَاَعِنّی عَلَیھَا وَبَارِك لِی فِیھَا نَوَیتُ العُمرَۃَ وَاَحرَمتُ بِھَاللّٰہِ تَعَالیٰ ۔ (اے اللہ! میں عمرہ کا اردہ کرتا ہوں سا ے تو میرے لئے آسان فرمادے اور اسے تو میری طرف سے قبول فرما اور اس میں میری مدد فرما اور اس میں میرے لئے برکت رکھ، میں نے عمرہ کی نیت کیا اللہ کے لئے احرام باندھا۔)

مسئلہ احرام میں داخل ہونے کے لیے نیت کرنے کے بعد صرف ایک بار تلبیہ پڑھنا شرط ہے اور تین بار مستحب ہے یعنی جب بھی تلبیہ پڑھے تو بہتر یہ ہے کہ تین بار پڑھے۔تلبیہ یہ ہے: لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ. لَبَّیکَ لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ اِنَّ الحَمدَ وَ النِّعمَۃَ لَکَ و المُلکَ لا شَرِ یکَ لَکَ ط (تیرے پاس حاضر ہوں، اے اللہ میں تیرے پاس حاضر ہوا، تیرے پاس حاضر ہوا، تیرا کوئی شریک نہیں، میں تیرے پاس حاضر ہوا، بیشک ساری بڑائی اور نعمت اور ملکیت تیرے ہی لئے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

مسئلہ: تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھنا اور دعا مانگنا سنت ہے خاص کر یہ دعاء اَللّٰھُمَّ انی اسئلُکَ رِضَاكَ وَالجَنَّۃَ وَاَعوذُ بِکَ مِن غَضَبِکَ وَالنَّار ۔ ترجمہ اے اللہ میں تیری رضا اور جنت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے غضب اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

مسئلہ: مُحرِم کو چاہیے کہ ناپاکی یا بے وضو ہونے کی وجہ سے لَبَّیک کی فضیلت سے محروم نہ رہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی مُحرِم لَبَّیکَ الخ کہتا ہے تو اس کے دائیں بائیں زمین کے آخری کنارے تک جو بھی جاندار وغیر جاندار (اشجار واَحجار) چیزیں ہیں وہ سب لَبَّیک الخ کہتے ہیں (اور ان سبھوں کا ثواب لَبّیک الخ کہنے والے مسلمان کو ملتا ہے)۔ (جامع الترمذی، کتاب

الصوم باب ماجاء فضل التلبیۃ والنحر ،رقم الحدیث: ۸۳۸،ج۳،ص ۱۸۸)

مسئلہ: احرام میں غسل فرض ہے اور غسلِ سنت سنت۔ گرمی ہو تو ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے بھی غسل کرنا درست ہے۔ البتہ جسم سے میل کچیل دور نہ کرے اور خوشبو دار صابن، شمپو وغیرہ سے تو بہت دھیان کے ساتھ بچنا لازم ہے۔

مسئلہ: حالتِ اِحرام میں بیوی کو بلا شہوت ہاتھ لگانا جائز ہے مگر شہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا، اس سے بغل گیر ہونا یا لپٹانا جائز نہیں اگر کسی مُحرِم نے ایسا کیا تو اس پر دم واجب ہے اور توبہ بھی۔ خواہ شہوت کے ان افعال سے انزال ہو یا نہ ہو۔

(الدرمختار وردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳،ص ۶۶۸)

مسئلہ: جس وقت شوہر نے شہوت کے ساتھ بیوی کو لپٹایا اُس وقت بیوی کو شہوت نہیں تھی پھر بیوی کو بھی شہوت آ گئی تو دونوں پر الگ الگ دم واجب ہے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج،ص ۲۶۰)

مسئلہ: اگر حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو گیا۔ اب اُسے چاہیے کہ غسل کرنے کے بعد دیگر حاجیوں کی طرح حج کو پورا کرے پھر دم دے دے اور آئندہ سال اس حج کی قضا کرے اور اگر بیوی بھی حج کے احرام میں تھی تو وہ بھی ایسا ہی کرے یعنی دونوں کے حج فاسد ہو گئے وہ بھی حج کے ارکان وآداب کو ادا کرے، دم دے اور سال آئندہ حج کی قضا کرے۔ (الفتاویٰ الہندیۃ کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الرابع، ج۱،ص ۲۴۴)

مسئلہ: وقوفِ عرفہ کے بعد اگر جماع کیا مگر حلق وطواف زیارت سے پہلے تو حج فاسد نہیں ہو گا۔ مگر بَدَنہ (حدودِ حرم میں اونٹ کو بہ نیت کفارہ ذبح کرنا) دے اور اخیر تک تمام احکامِ حج کو پورا کرے۔ ایسی صورت میں اس حج کی قضا نہیں ہے۔ (المرجع السابق ص ۲۴۵، الدرالمختار، کتاب الحج، باب الجنایات ج۳،ص ۲۷۵)

مسئلہ :حالتِ احرام میں اگر احتلام ہو جائے تو کوئی کفارہ نہیں۔ (المرجع السابق)

احرام کے مسائل

مسئلہ: مکہ شریف جانے کے ارادہ سے جب کوئی مسلمان چلے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی ملک کا رہنے والا ہو اور کسی بھی ملک سے روانہ ہو، تو میقات پر پہنچ کر وہ احرام میں ہو جائے کیوں کہ بغیر احرام کے میقات سے گذرنا جائز نہیں۔ (الہدایہ، کتاب الحج، ج ۱/ص ۱۳۳۔۱۳۴)

مسئلہ: جن مسلمانوں کو معلوم نہ ہو کہ ہمارا میقات کون ہے یا میقات کا مساوی مقام ہمارے راستے میں کہاں پڑے گا؟ انہیں چاہیے کہ میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیں۔ (الدر المختار و رد المختار، کتاب الحج مطلب فی المواقیت، ج ۳/ص ۵۵۲، فتاوی ہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثانی فی المواقیت، ج ۱/ص ۲۴۱)

مسئلہ: مکہ معظّمہ جانے والے اگر ایسی سواریوں سے سفر کر رہے ہوں جن سواریوں کا میقات یا اس کے برابر کسی مقام پر رُکنا ممکن نہ ہو یا ممکن ہو مگر وہ سواریاں ان مقامات پر رُکتی نہیں تو زائرین کو چاہیے کہ ان سواریوں پر سوار ہونے سے پہلے ہی احرام باندھ لیں تاکہ احرام باندھنے میں سنن و مستحبات کی رعایت ہو سکے۔ (المرجع السابق، والدر المختار و رد المختار کتاب الحج باب الجنایات مطلب لایجب الضمان بکسر آلات اللھو، ج ۳/ص ۱۱۷)

مسئلہ: ہوائی جہاز سے سفر کرنے والے چاہیں تو ہوائی جہاز میں یا ہوائی اڈہ پر یا اپنے مکان میں یا محلّہ کی مسجد میں احرام باندھ لیں، ہر طرح جائز ہے لیکن افضل وہاں سے احرام باندھنا ہے جہاں احرام کے سنن و مستحبات ادا کیئے جاسکیں۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: اگر میقات سے بغیر احرام کے کوئی شخص گذر گیا اور وہ حِل یا حرم میں پہنچ گیا اور پھر وہاں سے لوٹ کر کسی میقات پر واپس آیا اور احرام باندھ لیا تو اس کا دم ساقط

ہو گیا۔ لیکن توبہ کرنا ہوگی۔ (الفتاوی الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب العاشر فی مجاوزۃ المواقیت بغیر احرام، ج ۱/ص ۲۵۳)

مسئلہ: مواقیت پانچ ہیں (۱) ذُوالحلیفہ جس کو آج کل بیئرِ علی یا ابیارِ علی کہتے ہیں یہ مدینہ منورہ سے آنے والے اور اس کے محاذ میں جتنے ملک ہیں سب کے لئے میقات ہے۔ (۲) قَرن یہ طائف ریاض نجد اور اُن کے محاذ میں جتنے شہر و ممالک ہیں سب کے لئے میقات ہے (۳) یلملم یہ یمن اور یمن کی طرف سے آنے والے کیلئے میقات ہے مثلاً: انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش، برما، نیپال وغیرہ۔ (۴) ذاتِ عرق یہ عراق والوں یا عراق کی جانب دوسرے ملکوں سے آنیوالوں کے لئے میقات ہے (۵) جُحفہ اب اس کے بالمقابل رَابغ ہے ملک شام وغیرہ سے آنے والے کیلئے رابغ میقات ہے (عامہ کتب فقہ)۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: احرام کا طریقہ یہ ہے کہ ناخن ترشوائے، جسم کے زائد بالوں کو دور کر کے اچھی طرح غسل کر لے، ہو سکے تو خوشبو وغیرہ بھی جسم پر لگالے، پھر وضو کرے اور احرام کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے، پھر نماز سے فارغ ہو کر سر کھول کر عمرہ یا حج کی نیت کرے اور تلبیہ پڑھے۔ بس اتنا کرنے سے وہ احرام میں داخل ہو گیا۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: احرام کے لئے جو غسل مسنون ہے وہ نظافت و صفائی کے لیے ہے لہٰذا حیض یا نفاس والی عورتوں کو بھی غسل کر کے احرام باندھنا چاہیے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: حیض و نفاس والی عورتیں نمازِ احرام نہ پڑھیں بلکہ صرف نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں وہ احرام میں داخل ہو گئیں۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: عورت حسب معمول سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے دو رکعت نماز پڑھ کر عمرہ یا حج کی نیت کرلے اور تلبیہ پڑھے بس وہ احرام میں داخل ہوگئی۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: احرام نیت کرنے اور تلبیہ پکارنے کا نام ہے۔ احرام اگر عمرہ کے لئے ہے تو اس

(۳) حج کی فرضیت کے شرائط پائے جانے کے وقت وہ شخص سالم الاعضاء بھی تھا مگر کسی وجہ سے حج نہیں کر سکا پھر اندھا یا اپاہج یا مفلوج ہو گیا تو اس پر سے حج کی فرضیت ختم نہیں ہوئی اُس پر واجب ہے کہ حجِ بدل کرائے۔ (المرجع السابق)

(۴) جو شخص تندرستی نہ رہنے کی وجہ سے حج نہیں کر سکا اُسے چاہیے کہ کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج کرائے یا پھر حجِ بدل کی وصیت کرے۔ (المرجع السابق)

﴿۷﴾

(۱) حج فرض ہونے کے لئے اخراجاتِ سفر کا مالک ہونا ضروری ہے صرف اباحت یا مالِ غیر کے قبضہ میں آجانے سے حج فرض نہیں ہوگا مثلاً کسی نے اتنا مال مباح کر دیا جو حج میں جانے آنے کے لئے کافی ہو تو اُس سے حج فرض نہیں ہوگا۔

یا کسی کا اتنا مال دھوکہ دہی یا دار الاسلام میں لاٹری وغیرہ کے ذریعہ ہاتھ میں آگیا جو اخراجاتِ حج کے لیے کافی ہو تو اُس سے بھی حج فرض نہیں ہوتا ہے۔ (المرجع السابق)

(۲) حج کرنے کے لیے کسی نے عاریۃً سواری دے دی تو اُس سواری کی وجہ سے حج فرض نہیں ہوگا۔ کیونکہ سواری کے لیے ضروری ہے کہ یہ اس کی ملک ہو یا روپے پیسے دے کر کرایہ پر لیا ہو۔ (المرجع السابق)

(۳) کسی نے اتنا مال ہبہ کیا جو اخراجاتِ حج کے لیے کافی ہو تو اس مال کا قبول کرنا اگرچہ ضروری نہیں لیکن اگر قبول کر لیا اور دیگر شرائط حج بھی پائے جاتے ہوں تو حج کرنا واجب ہو جائے گا۔" (المرجع السابق)

(۴) اخراجاتِ سفر حج میں عرف و عادت کا لحاظ رکھنا ہوگا یعنی جس کو جیسی سواری اور کھانے پینے رہنے سہنے کی عادت حضر (حالتِ قیام) میں ہے اسی اعتبار سے اخراجات سفر ہونا چاہیے۔ (اللباب المناسک والمسلک المتقسط باب شرائط الحج ص/۴۷، ۴۸)

(۵) آفاقی اگر میقات تک سواری سے پہنچ جائے اور میقات سے پیدل چل کر حج کر سکتا ہو

تو اب سواری کی شرط نہیں ہے۔ لہٰذا اگرچہ سواری کا کرایہ پاس میں نہ ہو تو پیدل چل کر حج کرے۔ (الفتاویٰ الہندیۃ کتاب المناسک الباب الأول فی تفسیر الحج وفرضیۃ، ج/۱، ص/۲۱۷)

(۶) پیدل حج کرنا افضل ہے کہ ہر قدم پر سات سو نیکیاں ملتی ہیں بشرطیکہ پیدل چلنے کی طاقت ہو۔ (درالمختار/کتاب الحج مطلب فیمن حج بمال حرام، ج/۳، ص/۵۳۹)

(۷) رہنے کے مکان، تجارت کے سامان صنعت کے سامان، صنعت کے اوزار و آلات۔ کاشت کاری کے سامان، پہننے کے کپڑے، استعمالی اسباب و اہل علم کیلئے دینی کتابوں کو بیچ کر حج کرنا ضروری نہیں۔ (المرجع السابق)

﴿۸﴾

(۱) حج کا وقت پانے سے مراد یہ ہے کہ عام طریقہ سے اس ملک کے لوگ جن مہینوں یا تاریخوں میں حج کے لئے جاتے ہوں اُن دنوں میں فرضیت حج کی شرائط پائے جائیں اگر لوگوں کے چلے جانے کے بعد پائے گئے کہ اب اس کے جانے کا کوئی سبیل نہیں ہے تو حج فرض نہیں ہوا۔ ردالمختار، کتاب الحج مطلب فی قولہم یقدم حق لعبد علی حق الشرع، ج/۳، ص/۵۳۴)

(۲) ایسے وقت میں فرضیت حج کے شرائط پائے گئے کہ اگر عادت کے مطابق سواری چلے تو ایام حج میں مکہ شریف نہیں پہنچ سکتی اور اگر رواروی میں تیز رفتاری کے ساتھ چلے تو پہنچ جائے گی جب بھی حج فرض نہیں ہوا۔ (الفتاویٰ الہندیۃ کتاب المناسک الباب الأول فی تفسیر الحج وفرضیۃ، ج/۱، ص/۲۱۷)

(۳) حج کے فرض ہونے کیلئے راستے کا پُرامن ہونا بھی شرط ہے اگر راستے میں بدامنی ہو جان و مال یا ایمان کا خطرہ ہو تو جب تک امن قائم نہ ہو جائے اس وقت تک حج کی ادائیگی واجب نہیں۔ (المرجع السابق)

(۴) بدامنی کی وجہ سے اگر کوئی حج میں نہیں جا سکا اور وجوب کی شرطیں پائی جاتی تھیں تو اس کیلئے انتقال کے وقت یا اُس سے پہلے حج بدل کی وصیت کرنا ضروری ہے۔ (المرجع السابق)

(۳) نابالغ نے احرام باندھا اور وقوف عرفہ سے پہلے بالغ ہو گیا اور بالغ ہونے کے بعد سرے سے حج کی نیت کر کے احرام میں داخل ہوا اور حج کے ارکان کو ادا کر لیا تو اس کا حج فرض ادا ہو گیا۔ (المرجع السابق)

﴿۴﴾

(۱) حج فرض ہونے کے لئے عاقل ہونا شرط ہے پاگل و دیوانہ پر حج فرض نہیں ہے۔ (المرجع السابق و ردالمختار کتاب الحج مطلب فی قولہم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ج/۳،ص/۵۳۵)

(۲) جس طرح مجنوں پر حج فرض نہیں ویسے ہی بوہرے (لاٹا) پر بھی فرض نہیں کیوں کہ یہ بھی مجنوں کے حکم میں ہے۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک الباب الأول فی تفسیر الحج وفرضیۃ، ج/۱،ص/۲۱۷)

(۳) کسی دیوانے نے حالتِ دیوانگی میں احرام باندھا پھر وقوفِ عرفہ سے پہلے پہلے اس کی دیوانگی جاتی رہی اگر اس نے از سرِ نو حج کی نیت کی اور احرام میں داخل ہو کر ارکانِ حج کو ادا کر لیا تو اس کا حج فرض پورا ہو گیا اور اگر پہلے ہی کے احرام پر حج کے ارکان کو ادا کیا تو اس کا فرض حج ادا نہیں ہوگا۔ (المرجع السابق)

(۴) حج فرض کی ادائیگی کے بعد کوئی دوبارہ پاگل و دیوانہ ہو جائے تو اس کا کوئی اثر حج پر نہیں پڑے گا اور نہ اُسے دوبارہ حج کرنے کی ضرورت ہوگی۔ (المرجع السباق)

(۵) کسی مجنوں کا جنون جاتا رہا اور اُس افاقہ کی حالت میں احرام باندھا پھر وقوفِ عرفہ سے قبل یا بعد جنون لوٹ آیا اور اسی حالت جنون میں اس نے تمام ارکانِ حج ادا کر لیئے تو اُس کا حِج فرض ادا ہو گیا اگر چہ حج کے بعد مہینوں یا برسوں تک جنون ہی میں مبتلا رہے۔ (المرجع السابق)

﴿۵﴾

(۱) باندی یا غلام پر حج فرض نہیں اگر چہ دیگر تمام شرائط حج پائے جائیں۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک الباب الأول فی تفسیر الحج وفرضیۃ، ج ۱،ص ۲۱۷)

(۲) غلام کو اگر اُس کا آقا حج کرنے کی اجازت صریحہ بھی دے دے جب بھی اس پر حج فرض نہیں ہے اگر حج کرے گا تو حجِ نفل کا ثواب پائے گا۔ (المرجع السابق)

(۳) غلام اگر چہ مکہ مکرمہ میں ہوا اور اس کا مالک حج کرنے کی اجازت بھی دے دے جب بھی اس پر حج فرض نہیں ہے۔ (المرج السابق)

(۴) آزادی کے بعد غلام صاحبِ استطاعت ہو تو اس پر حج فرض ہے۔ (المرجع السابق)

(۵) اپنی خدمت گزاری کے لئے آقا نے غلام کو سفر حج میں اپنے ساتھ رکھا اور غلام نے بھی احرام باندھ لیا تو غلام کا حج نفل ہوگا۔ (المرجع السابق)

(۶) احرام میں داخل ہونے سے قبل اگر آقا نے غلام کو آزاد کر دیا اور غلام نے حالت آزادی میں احرام باندھا اور ارکانِ حج کو ادا کیا تو اُس کا حِج فرض ادا ہو گیا اور اگر احرام باندھنے کے بعد آزاد کیا پھر آزاد شدہ غلام نے اسی احرام میں یا از سرنو احرام میں داخل ہو کر حج کیا تو حِج فرض ادا نہیں ہوا۔ (المرجع السابق)

﴿۶﴾

(۱) جس کے اعضاء سلامت نہ ہوں اگر چہ فرضیت حج کے دوسرے شرائط پائے جائیں اُس پر حج فرض نہیں ہے مثلاً اندھا یا اپاہج ہونا یا ایسا فالج زدہ ہونا کہ خود سواری پر چڑھنے بیٹھنے اور اُترنے کے لائق نہ ہو۔ (المرجع السابق ص ۲۱۸)

(۲) جو سالم الاعضاء نہ ہو مگر تکلیف اُٹھا کر حج کر لیا تو اُس کا حج ادا ہو گیا یعنی اب اعضاء کے درست ہونے کے بعد دوبارہ حج کرنا اُس پر فرض نہ ہوگا۔ (المرجع السابق)

حج

حج اور اس کے مختصر مسائل

﴿۱﴾

(۱) مسلمان ہونے سے پہلے اگر کوئی مالدار و صاحبِ استطاعت رہا ہو مگر مسلمان ہو جانے کے بعد حج کی استطاعت نہ رہی تو اُس پر حج فرض نہیں ہے۔ (الدر المختار و رد المختار، کتاب الحج مطلب فی من حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۲۱)

(۲) حالتِ اسلام میں حج کی استطاعت تھی مگر حج نہیں کیا پھر فقیر ہو گیا تو حج کی فرضیت اُس کے سر سے نہیں ٹلی۔ ضروری ہے کہ وہ حج کرے اگرچہ قرض لینا پڑے یا کوئی چیز فروخت کرنا پڑے۔ (المرجع السابق)

(۳) کوئی مسلمان حج کر لینے کے بعد معاذ اللہ تعالیٰ مرتد ہو گیا تو اس کے تمام اعمال صالحہ اکارت ہو گئے۔ اگر مرتد ہو جانے کے بعد پھر اسلام لایا اور دصاحبِ استطاعت ہے تو اب پھر حج کرنا فرض ہے کہ پہلا حج مرتد ہو جانے کی وجہ سے باطل ہو گیا۔ (الفتاوی الہندیہ کتاب المناسک الباب الأول فی تفسیر الحج وفرضیتہ ج ۱، ص ۲۱۷۔ ۲۱۸)

(۴) جس بدمذہب کے عقیدے حدِ کفر تک پہنچے ہوئے ہوں اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے حج کرے اور وہ اپنے پُرانے ہی عقیدے پر جما رہے تو اس کا نام نہاد حج حج نہیں ہے جیسا کہ آج کل مرزائی، بہائی وغیرہ کیا کرتے ہیں۔ (الدر المختار و رد المختار کتاب الحج فیمن حج بال حرام ج ۳، ص ۵۱۹، وفی الفتاویٰ الہندیۃ، کمامر۔)

﴿۲﴾

(۱) کوئی شخص کسی دار الحرب میں مسلمان ہوا اور مسلمان ہونے کے بعد صاحب استطاعت تھا مگر کسی نے اُسے بتایا نہیں کہ صاحب استطاعت پر حج فرض ہے یہاں تک وہ فقیر ہو گیا پھر اُسے علم یقینی حاصل ہوا کہ صاحبِ استطاعت ہونے کی وجہ سے مجھ پر حج فرض ہو گیا تھا تو اب اُس پر حج فرض نہیں ہے کہ جب حج فرض تھا تو اُس کی فرضیت کا علم نہیں تھا اور اب جب کہ معلوم ہوا تو استطاعت نہیں ہے۔ (المرجع السابق للفتاویٰ الہندیۃ)

(۲) دار الاسلام میں فرائض اسلام میں سے کسی فرض کا علم نہ ہونا عذر نہیں ہے لہٰذا اگر دار الاسلام میں کوئی مسلمان ہوا اور وہ صاحبِ استطاعت ہے تو اس پر حج فرض ہے چاہے اُس کی فرضیت کا علم ہو یا نہ ہو۔ پھر اُس نے اگر حج نہیں کیا اور فقیر ہو گیا جب بھی اُس پر حج فرض ہے خواہ کوئی سامان بیچ کر حج کرے یا کسی سے اُدھار لے کر۔ (المرجع السابق،)

﴿۳﴾

(۱) نابالغ پر حج فرض نہیں چاہے وہ صاحب استطاعت ہو۔ اگر کسی نابالغ سمجھ دار نے تنہا یا نابالغ ناسمجھ نے اپنے کسی ولی کے ساتھ حج کر لیا تو اس کا حج فرض ادا نہیں ہوا۔ ہاں نفل حج کا ثواب ملا۔ (المرجع السابق، ص ۲۱۷)

(۲) کسی نابالغ نے حج کا احرام باندھا اور وقوفِ عرفہ سے قبل بالغ ہو گیا اور اسی احرام میں حج کے ارکان کو ادا کر لیا تو حج فرض ادا نہیں ہوا۔ ہاں نفل کا ثواب پائیگا۔ (المرجع السابق)

کو پروردگار عالم نے جو زندہ دلی اور جرأت ایمانی بخشا ہے اس کا مظاہرہ انہوں نے ارض حجاز پر بھی خوب خوب کیا۔ منیٰ میں جو خیمہ مسجد کیلئے خاص تھا اس میں ان کی جماعت ہوتی رہتی مگران کی جرأت ایمانی کا یہ عالم کہ اسی وقت اپنی جماعت بھی کرتے اور امامت کے لئے اس فقیر کو آگے بڑھا دیتے اور الحمدللہ ہم لوگ منیٰ، عرفات اور مدینہ پاک میں پنج وقتہ نماز جماعت سے ادا کرتے رہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ خوبیاں عطا کیں، وہیں مہمان نوازی کا جذبہ بھی خوب خوب پایا جس طرح انہوں نے میری عزت افزائی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی اگر کوئی میرے آشنا مجھ سے ملنے آتے تو ان کے ساتھ بھی اسی فراخدلی کے ساتھ پیش آتے۔ حضرت حافظ وقاری مولانا جلال الدین رضوی دارالعلوم امام اعظم کے بانی و مہتمم اور چھتیس گڑھ حج کمیٹی کے ممبر ہیں اس مقدس سفر میں وہ بھی شریک تھے جب بھی وہ مجھ سے ملنے آتے بھائی جان بڑی محبتوں کے ساتھ اُن سے پیش آتے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان کے والدین کو جنت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی قبروں پر رحمت ونور کی بارش فرمائے ان کو اور ان کے جملہ اہل خانہ کو تادم زیست مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند بنائے۔ آمین

اب جبکہ یہ سفرنامہ مکمل ہوا اور پریس جانے کیلئے پرتول رہا ہے تو تیسری مرتبہ زیارت حرمین کی سعادت میسر آئی اور اسے میری تقدیر کی بلندی کا دیباچہ کہئے کہ اس سفر میں والد محترم جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب قبلہ رضوی بھی شریک تھے (جو اَب اللہ کو پیارے ہو گئے) اور اسے میری محبتوں کا سرنامہ کہئے کہ میری شریک حیات طلعت قمر نوری بھی اس پُر نور سفر میں ساتھ ساتھ رہیں اور گذشتہ کی طرح اس سال بھی شب معراج مدینہ شریف میں منائی گئی اور پھر ڈاکٹر نجم القادری، مفتی نذیر القادری سون بھدر، ظفر عقیل، قاری ابرار قیصر، قاری کلیم قیصر، حسن نواز سیوانی، مولانا حسن رضا اطہر بکارو، حضرت مولانا ذاکر گیاوی، حضرت مولانا مفتی فیاض عالم دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور، حضرت مفتی زبیر احمد صاحب پورنیہ، حضرت مولانا نثار احمد کلکتہ، الحاج نظام الدین رضوی سکتی نگران کی اہلیہ، ان کے والدین کریمین اور

عم محترم عتیق الرحمٰن صاحب بھی شامل تھے اور ابھی پورے پندرہ ایام مدینہ پاک میں قیام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور چھ روز مکہ شریف میں۔ اس طرح کل ۲۱ ر ایام ارض حجاز میں گزارنے کا پاکیزہ موقع نصیب ہوا۔ اس سفر کی کامیابی کا سہرا الحاج نثار احمد رضوی اور الحاج اکرم بھائی قادری کے سر جاتا ہے اللہ تعالیٰ یوں ہی دیار نور کا سفر تادم حیات ہم سب کے مقدر میں لکھ دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ وافضل التسلیم۔ اپنا شعر

ہر ایک سال میں پہنچوں نبی کے روضے پر
کرم سے اپنے وہ موقع نکال دے اللہ

☆☆☆

سے عشق ان کے اوران کے بچوں کے خون کے ہرگردش میں شامل ہے۔ مہاراشٹر کے علاوہ ملک کے دیگرصوبوں میں بھی دینی مدارس اور مساجد کادل کھول تعاون کرتے ہیں مولیٰ نے جس قدر دولت سے نوازا ہے اسی طرح دل کا بھی غنی بنایا ہے۔ آپ نے اپنی ذاتی صرفے سے شرور ضلع پونہ میں مدرسہ کنزالایمان کے نام سے تین منزلہ نہایت پرشکوہ عمارت بنوائی ہے جس میں حفظ وقرآت کے علاوہ مولوی کے ابتدائی درجات کی بھی تعلیم ہوتی ہے جس کے ناظم حضرت مولانا سہیل رضا قادری ہیں۔ بھائی جان آل مہاراشٹر جماعت رضائے مصطفےٰ کے صدراورمرکزی حج کمیٹی کے ممبراورصوبائی حکومت میں بھی کسی خاص عہدے پر فائز ہیں۔ ہرسال حج کے موسم میں ممبئی نیشنل ایرپورٹ پر حاجیوں کی تربیت اور مسائل سے واقفیت کیلئے بہت بڑا کیمپ لگاتے ہیں، ان کے افراد حجاج کرام کو ہرطرح کی سہولت فراہم کرتے ہیں جہاں قانونی پیچیدگیاں ہوتی ہیں اسے بھی دور کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ کی تالیف ''مسائل حج وزیارت'' ہندی' اُردو اور انگلش تینوں زبانوں میں شائع کرکے ہرحاجی کوایک مصلیٰ کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ خدائے قدیرانہیں دارین کی نعمتوں سے سرفراز کرے اور یہی دینی جذبہ اور مذہبی اُمنگ ان کے بچوں میں بھی منتقل فرمائے آمین ثم آمین۔

میں نے اپنا پاسپورٹ اور تصویریں محترم نثار احمد رضوی کے معرفت ان تک بھیجوا دیا انہوں نے مہاراشٹرحج کمیٹی سے اپنے ساتھ میرا بھی فارم پُرکردیا ان کے ساتھ ان کی اہلیہ، ان کے بچے اسد اور ان کی اہلیہ اور ایک بچہ عبدالاحد اور جنّر کے احباب میں ڈاکٹر رفیق مقادم اور ان کی اہلیہ شامل تھیں۔ پندرہ دنوں کے بعد پھرفون آیا تیاری کرو اذنِ حضوری مل چکاہے یہاں یہ بات بھی عرض کرتا چلوں کہ پہلی بار ۲۰۰۳ میں ان کے ساتھ عمرہ کیا تھا لہٰذا انہیں اس بات کی زیادہ خوشی تھی کہ میرا پہلا حج بھی انہیں کے ساتھ ہورہا ہے۔ ادھر میں نے بھی پوری تیاری شروع کردی۔ ۲ نومبر ۲۰۱۱ء کوممبئی سے فلائٹ تھی اس لئے ۲۹/ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو اپنے دوست صحافی عصر حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی کے عشرت کدہ مانخورد پہنچ گیا،

ممبئی پہنچتے ہی بھائی جان کو اپنے آنے کی اطلاع دی انہوں نے فوراً اپنے گھر بلوایا۔ وہاں حج کمیٹی کی جانب سے انجکشن لگانے والا ڈاکٹر پہلے سے موجود تھا جو حفظ ماتقدم کے تحت ہر حاجی کو لگاتا ہے میں نے بھی انجکشن لگوایا، پھر انہوں نے اپنی طرف سے مزید دو جوڑے بنوائے۔

۲رنومبر صبح دس بجے کی فلائٹ تھی اس لئے یکم نومبر کی رات بھائی جان کے گھر پہنچ گیا اور نماز فجر سے فارغ ہوکر ایرپورٹ کیلئے روانہ ہوگئے قانونی کاروائیوں سے گزرنے کے بعد طیارہ میں جاکر اپنی نشست محفوظ کرلی۔ ایرپورٹ پر اُن کے صاجبزادے عزیزم عارف، ارشد، فہیم اور مولانا سہیل رضا خان حجاج کرام کی مدد میں پیش پیش نظر آئے۔

ساڑھے چار گھنٹے کے بعد ہمارا طیارہ جدہ ایرپورٹ پرلینڈ کرگیا۔ ایرپورٹ سے جیسے باہر آئے تو دیکھا کہ ہندوستانی حج مشن کے افراد بھائی جان کے استقبال میں کھڑے ہیں۔ ظہر کا وقت ہوچکا تھا اس لئے ہم لوگ مسجد کی طرف چل دیئے اور مشن کے افراد ہم لوگوں کے سامان کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنے میں جُٹ گئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو حج مشن کے افراد نے سامان کو گاڑی میں رکھا اور پھر ہم سب کا رُخ کعبہ معظّمہ کی طرف تھا پوری دنیا سے آئے ہوئے حجاج کرام سفید سفید لباس میں ملبوس ایسا لگ رہا تھا کہ آسمان سے کوئی مخلوق اُترگئی ہو اور سب کی زبان پر ایک ہی نغمہ لبیک اللھم لبیک مچل رہا تھا جس سے پوری فضا نورانی بنی ہوئی تھی محلہ اجیاد جس ہوٹل میں ٹھہرنا تھا ہماری گاڑی وہاں جاکر رکی تو دیکھا کہ یہاں دوسرا عملہ سامان اتارنے کیلئے موجود ہے جیسے ہی ہوٹل میں داخل ہوئے تو محترم الحاج ڈاکٹر سلیم راج چیرمین حج کمیٹی چھتیس گڑھ سے آنکھیں دوچار ہوئیں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے اور محبتوں کی چاندنی میں کھو گئے۔

جدہ سے مکہ شریف وہاں سے منیٰ، وہاں سے عرفات اور مدینہ پاک تک نہایت خصوصی انتظامات تھے ہر جگہ بھائی جان نے اس گنہگار کا خاص خیال رکھا۔ منیٰ اور عرفات کے جس خیمہ میں ہم لوگوں کا قیام تھا امامت کا شرف فقیر کو ہی حاصل ہوتا رہا۔ بھائی جان

قاری کلیم قیصر نے اسی طنطنے کے ساتھ نعت کی لہریں شروع کر دیں ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی محراب محبت میں کھڑے ہو کر آذان دے رہا ہے، فضا نور اُگل رہی ہے اور سماں گلاب برسا رہا ہے، اسکے بعد حافظ احایث کثیرہ حضرت علامہ الحاج محمد حسین صاحب قبلہ ابوالحقانی نے معراج پر نہایت پُرمغز اور بصیرت افروز خطاب فرمایا قرآن وحدیث سے مدلل اور مبرہن خطاب کھنکتا ہوا لب ولہجہ، نکات آفریں گفتگو اور طرز تکلم کا انداز ایسا جیسے پھولوں کو چھوتی ہوئی شبنم گزر رہی ہو۔ نفس نفس میں عشق ویقین کی چنگاری بھر دینے والی تقریر اور اس پر لطف یہ کہ ہر حدیث کے بعد اعلیٰ حضرت، مصدر فیض وبرکت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی نعتوں کا شعر جو قرآنی آیات یا احادیث مبارکہ کا مکمل ترجمان ہوتا ان کے خطاب کے درمیان اکثر آنکھوں کو اشکوں سے وضو کرتے ہوئے دیکھا خدا کرے کہ اشکوں کے یہ موتی بارگاہِ ایزدی میں قبولیت کا سہرا پہن لیں۔

صلوٰۃ وسلام اور دعا کرتے ہوئے رات کا تیسرا پہر گزر چکا تھا۔ شرینی تقسیم ہوئی اور اس کے بعد اکثر لوگ اُحد شریف کیلئے روانہ ہو گئے، وہاں سرکار کے محترم چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہدائے اُحد کے قدموں میں کھڑے ہو کر اپنی اپنی تمنائیں پیش کرتے رہے اور فجر تک مسجد نبوی شریف لوٹ گئے۔ ۲۹/ جون کی صبح مدینہ ایرپورٹ سے واپسی تھی۔ مدینہ کی جدائی سے ہر لمحہ دل بیٹھا جا رہا تھا۔ درِرسول سے فرقت کا غم سوہانِ رُوح بنا ہوا تھا۔ ۲۸ جون کی رات ایک بجے آخری حاضری اور دوبارہ اذنِ حضوری کیلئے قدموں میں پہنچ گیا۔ گھنٹوں جنت البقیع اور گنبد خضریٰ کے درمیان بیٹھ کر دعائیں کرتا رہا، رحمت کی بھیک طلب کرتا رہا، شفاعت کا پروانہ مانگتا رہا اور بار بار باریابی کی اجازت حاصل کرتا رہا۔ میرے پاس کیا تھا جو نذر کرتا ساری کائنات میں سب سے روسیاہ بس درودوں کا آخری تحفہ پیش کیا چونکہ ایرپورٹ جانے کا وقت ہو چکا تھا اس لئے اس سفر میں جس قدر سعادتیں میسر آئیں دل کی طاق میں محفوظ کیا اور ایرپورٹ کیلئے روانہ ہو گیا فجر کی نماز ایرپورٹ پر ادا کی گئی۔ ۲۹/ جون کی صبح طیارہ میں بیٹھے اور ریاض ہوتے ہوئے ہندوستانی

ٹائم کے اعتبار سے شام سات بجے ممبئی ایرپورٹ اتر گئے۔

۲/ جولائی رائے پور پہنچا جہاں اسٹیشن پر میرے کرم فرما حضرت مولانا اکبر علی فاروقی، میرے دوست جناب اقبال شریف، ڈاکٹر ابرار قادری، میرے دونوں بیٹے عزیزم حسان رضا قادری، سلمان رضا غوثی اور میری پیاری بیٹی عزیزہ عائشہ قمر نوری اور میرے عزیز مولانا نظام الدین رضوی پھولوں کا گلدستہ لئے حاضر تھے سبھوں نے پھولوں سے استقبال کیا، مصافحہ معانقہ کے بعد گاڑی پر بیٹھے اور اپنی قیام گاہ بیجناتھ پارہ ملت کامپلیکس پہنچ گیا۔

سفر حج کی خوشخبری:

رائے پور آنے کے بعد محسن ملت یونانی میڈیکل کالج کی ذمہ داری اور دیگر مصروفیات سے جُڑ گیا اور فرصت کے جو لمحات میسر آتے قلم کاغذ لیکر روداد سفر قلم بند کرنے لگتا اسے میری قسمت کی ارجمندی اور نصیبے کی بلندی کہئے کہ جس دن اپنے سفر نامے کی آخری لائن لکھ رہا تھا ٹھیک اسی وقت میرے مخلص ومہربان دوست ناشر سنیت محترم الحاج ابراہیم رضوی غلام نبی شیخ (بھائی جان) سانتا کروز ممبئی کا فون آیا ''کیا تم نے ابھی حج پڑھا'' میں نے جواب دیا کہ ابھی یہ سعادت میسر نہیں آئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فوراً اپنا پاسپورٹ اور تصویریں بھیج دو، میں نے اسی وقت الحاج نثار احمد رضوی پونہ کو فون کیا کہ میرا پاسپورٹ اور تصویر بھائی جان تک پہنچا دیں انہوں نے فوری طور پر یہ ساری چیزیں محترم بھائی جان تک پہنچا دیں۔

محترم الحاج ابراہیم بھائی جان کو حضور تاج الشریعہ سے شرف بیعت حاصل ہے اور سانتا کروز میں عائشہ اپارٹمنٹ ان کی والدہ مرحومہ جنن عائشہ بی کے نام سے منسوب ہے۔ آپ نہایت دیندار، علماء نواز، مذہبی رواداری کے پیکر ہیں۔ اسلام وسنیت کے حوالے سے بہت ہی متصلب اور مسلک اعلیٰ حضرت کے پکے شیدائی وفدائی ہیں۔ بریلی شریف

سے خدا کی پرستش کا چراغ جلایا جائے گا اور اس کی لو سے پوری دنیا میں اُجالا پھیلے گا، حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل علیہما السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر مشتمل یہ مختصر قافلہ جہاں جہاں سے گزرے گا وہاں وہاں مسلمان اپنی عبادت گاہ سمجھ کر قیامت کی صبح تک دوڑتے رہیں گے، جہاں جہاں ان کے قدم پڑیں گے وہاں وہاں رب کی برکتیں جھومیں گی اور ملائکہ رحمت گنہگار امت کیلئے اپنے پروں کو بچھانا اپنی معراج سمجھیں گے۔

آنکھوں میں اک نمی سی ہے ماضی کی یادگار
گذرا تھا اس مقام سے اک کارواں کبھی

منیٰ کے خیموں سے گزرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جس جگہ حضرت خلیل نے اپنے مقدس شہزادے کو ذبح کرنے کے لئے آستین چڑھائی تھی اور بیٹا بھی اس قدر اطاعت گزار کہ اپنے پورے وجود کو باپ کے حوالے کرکے اپنی زندگی کی معراج تصور کر رہا تھا وہاں سے آگے بڑھے تو غار حرا پہنچے آفتاب پوری طرح اپنی کرنیں بکھیر رہا تھا جس کی وجہ سے اُوپر چڑھنے کی ہمت باقی نہ رہی اس لئے اس کے دامن میں ہی کھڑے ہوکر اس کی برکتوں سے دامن حیات کو سنوارتے رہے۔ آج ہم لوگوں کی قسمت نے وہاں لا کھڑا کیا تھا جو میرے پیغمبر کی عبادت کی پہلی چھاؤنی تھی جہاں سے آج بھی نبی رحمت کے مبارک قدموں کی آہٹ صاف سنائی دے رہی ہے جس جگہ قرآن کا پہلا صفحہ اور وحی الٰہی کی پہلی آیت نازل ہوئی اور پیغمبر اعظم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے مقدس تلاوت کے شریں لہجے آج بھی فضا میں رس گھول رہے ہیں اے جبل نور تیری عظمت کو سلام! تیری فضا میں نبی کی سانسوں کا گلاب مہک رہا ہے، اے جبل نور تیرے مقدر کو سلام! کہ نہ جانے کتنی بار تو نے میرے نبی کے قدم پاک کا بوسہ لیا ہے، اے جبل نور تیری قسمت کو سلام! کہ نہ جانے کتنی مرتبہ رسول محترم نے اپنے جلوس سے تجھے شرف و اکرام عطا کیا، تیری گود سے آج بھی نبی رحمت کے جسم نازنین کی خوشبو پھوٹ رہی ہے اے جبل نور تیری بلندیوں کو سلام تیری جبیں پر میرے آقا نے عظمتوں کی ایسی افشاں بھر دی ہے جس کی چمک قیامت کی صبح تک ماند

نہیں پڑسکتی۔

غارِ حرا ہم سب کی زیارت کا آخری پڑاؤ تھا وہاں سے اپنی قیام گاہ پہنچے، ضروریات سے فارغ ہوئے اور پھر طواف وداع کے لئے حرم شریف روانہ ہوگئے چونکہ اسی دن مدینہ شریف کے لئے آنا تھا۔ پروگرام کے تحت معراج کی شب مدینہ پاک میں منانی تھی۔ ۲۷ر جون ۲۰۱۱ء کی صبح ہم لوگ پھر شہر رسول میں پہنچ گئے اور شب معراج کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔ الحاج نثار احمد رضوی نے اپنے ٹور کے علاوہ ہندوستان سے آئے ہوئے دیگر ٹور کے زائرین کو بھی دعوت دے دی۔ پاکستان کے ان کے نہایت گہرے دوست محترم جاوید صاحب، جناب الحاج اشرف صاحب نے بھی شرکت کی، جونپور یوپی کی نہایت محترم شخصیت جناب الحاج شریف صاحب عرف کاکا بھی شریک رہے، نہایت مخلص اور باوقار شخصیت کے مالک ہیں تقریباً ۲۵ سالوں سے کوچہ محبوب میں زندگی گذار رہے ہیں۔ اللہ نے انہیں ایک دھڑکتا ہوا دل اور برستی ہوئی آنکھیں عطا کی ہیں جب بھی ایمان وعقیدے کے تقدس کی باتیں ہوتیں فوراً ان کی آنکھیں چھلک پڑتیں۔ رات ۹ بجے ہوٹل جواہرہ ساتر کے ایک بڑے ہال میں پروگرام شروع ہوا حضرت حافظ وقاری مولانا عطاء المصطفیٰ نظامی کی تلاوت سے بزم محبت کا آغاز ہوا اسکے بعد حضرت حافظ وقاری مولانا ظہیر الدین رضوی اردو اکیڈمی رائے پور نے والہانہ انداز میں نعت نبی پیش کیا اور ان کے بعد ہمارے مذہبی اسٹیج کے دوست شاعر خوش فکر محترم ظفر عقیل ہزاریباغ جو اپنی والدہ، پھوپھی اور اپنی پیاری بچی غوثیہ کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لائے تھے پروردگار عالم نے انہیں بڑی خوبصورت اور مترنم آواز سے نوازا ہے۔ لہجہ سنجیدہ، انداز شریں، اتار چڑھاؤ میں بلا کی جاذبیت اور صحت کے اعتبار سے بھی ماشاء اللہ نہایت تندرست ہیں۔ جب آپ نے اپنا کلام پیش کیا تو پوری محفل نکہت ونور میں ڈوب گئی اور سامعین پر وجد کا عالم طاری ہوگیا۔ نعت وہ بھی گنبد خضریٰ کے سائے میں، روضۃ الرسول کے قریب اس کا کیف کچھ اور ہی دوبالا ہوگیا، اس کے بعد راقم الحروف کی تقریر ہوئی اور پھر ظفر عقیل، قاری ابرار قیصر اور

اسلام کی سب سے پہلی خاتون ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آرام فرما ہیں جنہیں خاتون جنت سیدہ فاطمہ کی ماں اور حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی نانی ہونے کا شرف حاصل ہے، اسی قبرستان سے متصل مسجد جن اور مسجد رائیہ وہاں سے آگے بڑھے تو مسجد شجر کی زیارت ہوئی یہ وہی مقام ہے جہاں سے رسول مختار ﷺ نے درخت کو اشارہ کیا تو درخت آپ کے اشارے پر جڑ سے اکھڑا اور قدم پاک میں پہنچ کر نبوت کی گواہی دینے لگا آج اس جگہ مسجد بنادی گئی اور مسجد شجر نام دے دیا گیا وہاں سے غار ثور پہنچے جہاں سے ہجرت کی چودہ سوسالہ تاریخ کا سنہرا دور وابستہ ہے۔ آقائے کونین کا قیام، حضرت ابوبکر کی رفاقت، سانپ کا ڈسنا، کبوتری کا انڈا دینا، مکڑی کا جالا بننا اور حضرت سراقہ کی سراغ رسانی تاریخ کی یہ ساری یادداشت ذہن کے دریچے کو کھولتی رہی اور میں یادوں کے اُن دریچوں سے جھانکتا رہا اور پھر ام القریٰ یونیورسٹی کی سڑک سے گزرتا ہوا میدان عرفات پہنچ گیا جہاں اللہ کے آخری نبی ﷺ نے ایک لاکھ صحابہ کے جم غفیر میں حجۃ الوداع کا خطبہ دیا۔ آپ ناقہ پر سوار تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناقہ کی مہار تھامے ہوئے تھے اور حضرت اسامہ بن زید آپ کے اُوپر کپڑا تان کر سایہ کئے ہوئے تھے یہ وہی میدان ہے جہاں حضرت آدم وحوا کی جنت سے آنے کے بعد پہلی ملاقات ہوئی جس کی فضا میں حضرت خلیل واسمٰعیل علیہما السلام کی سانسوں کی خوشبو رچی بسی ہے اور جہاں آج بھی مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ کی مسکراہٹ کے اجالے ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ مسجد نمرہ اور جبل رحمت کی زیارت کی، جبل رحمت کے دامن سے لگے ہوئے کشادہ میدان میں اونٹ بان اپنے اپنے اونٹوں کو سجائے زائرین کی آمد کا انتظار کرتے ہیں معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس پر بٹھا کر ایک کونے سے دوسرے کونے تک گھماتے ہیں اور ہر چکر پر دس بیس ریال متعین ہے جو ان کا ذریعہ معاش ہے۔ ٹور کے نگراں الحاج نثار احمد رضوی کے دونوں صاحبزادے عزیزم صادق رضا وصابر رضا بھی اونٹ پر بیٹھ کر خوب لطف اندوز ہوئے اور پھر ہم لوگ ایک ساتھ جبل رحمت کے اوپر پہنچے اور برستی آنکھوں سے رب

کے حضور دعا مانگی۔ احباب آمین کہہ رہے تھے۔ ادھر رحمت الٰہی کا پانی برس برس کر ہم سب کے دلوں سے عصیاں کے داغ دھبے دھلتا جارہا تھا اور سبھی لوگ الحاح وزاری کے ساتھ خدائے ذوالجلال کی طرف لولگائے دعاء میں مصروف تھے دعاء ختم ہوتے ہی ہم سب کا رُخ مزدلفہ ہوتے ہوئے منیٰ اور مسجد خیف کی طرف تھا، ہماری گاڑی شاہراہوں کو عبور کرتی رہی اور ماضی کی یادوں کا دِیا اُن راہوں کو اجالا تقسیم کرتا رہا۔ کیا یہ وہی راستے ہیں جہاں سے کبھی میرے آقا اور ان کے مقدس صحابہ کا قافلہ گزرا تھا میری نگاہیں بھی اس رہ گزر کو چومتی رہیں اور پھر ہم لوگ منیٰ پہنچ گئے۔ منیٰ مکہ شریف سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور پورا حصہ حدود حرم میں شامل ہے۔ منیٰ پہنچتے ہی اللہ کے مقدس اور جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراھیم خلیل اللہ اور انکے پیارے شہزادے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہما السلام کی پاکیزہ یادیں تازہ ہوگئیں۔ ہزاروں سال پہلے مولیٰ کی رضاوخوشنودی کیلیۓ دونوں باپ بیٹے نے جو سرفروشانہ جذبہ پیش کیا تھا آج بھی اسلام کا دامن اس مقدس جذبے سے خالی ہے۔ نوے سال کی عمر میں ایک چراغ گھر کے آنگن میں روشن ہوا یعنی حضرت ہاجرہ کی گود میں ایک گلاب مسکرایا، ادھر اسے ذبح کرنے کیلیۓ آسمانی حکم نازل ہورہا ہے مگر عجب شانِ پیغمبری ہے کہ نہ باپ کی پیشانی پر کوئی بَل ہے اور نہ بیٹے کی جبین پر کوئی شکن، بس دونوں پاک روحوں کی یہی خواہش ہے کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہوجائے اور پھر میں ماضی کی یادوں میں کھوگیا اور عشق کی ساری داستان ماضی کے اُس روشن دان سے مسکرانے لگی یا اللہ کیا ہم لوگ اسی وادی غیر ذی ذرع اور تپتے ہوئے صحرا میں کھڑے ہیں جہاں کبھی زندگی گزارنے کے لئے کوئی اسباب مہیا نہیں تھے، مگر ننھے اسمٰعیل کے قدموں کی برکت سے زمزم کا چشمہ ابل رہا ہے اور اب پوری کائنات ارضی پر اس سے محترم اور بابرکت کوئی پانی نہیں ہم اس مقدس سرزمین پر حاضر ہیں جس شہر کی قسم خود رب کائنات یاد فرمارہا ہے اور آج تیری چارہ ساز قدرتوں کا تماشہ دیکھنے کے لئے پوری دنیا سے لوگ سمٹ سمٹ کر چلے آرہے ہیں کسے خبر تھی کہ یہیں سے اسلام کا روشن نصاب تیار ہوگا، یہی جگہ کائنات انسانی کا سب سے عظیم مرکز قرار پائے گی، یہیں

شریف کو شکم سیر ہو کر پینا یہ اہل ایمان کی علامت ہے۔ اس کنواں کو تقریباً پانچ ہزار سال ہو گئے قبیلہ جرہم کی بے حرمتی کی وجہ سے یہ چشمہ صدیوں تک خشک رہا اور اسکے نشانات بھی مٹا دیئے گئے۔ دوبارہ اس کی تجدید کاری کا شرف رسول گرامی وقار ﷺ کے جد کریم حضرت عبدالمطلب کے مقدر میں آیا، آپ نے خواب دیکھا اور بشارت کے مطابق وہاں پہ جا کر کھدائی شروع کی تو کنواں کے آثار نظر آئے مزید کھدائی کے بعد پانی نکل آیا آپ نے اعلان عام فرمادیا کہ جو چاہے اس پانی کو استعمال کر سکتا ہے اور ہر سال حجاج کو آپ ہی اپنے ہاتھوں سے پانی پلایا کرتے تھے آپ کے بعد یہ خدمت آقا ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئی۔ اس کے بعد بھی صدیاں بیت گئیں مگر نہ پانی کی مقدار میں کمی آئی اور نہ یہ چشمہ خشک ہوا بلکہ اسے رب کی قدرت اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قدموں کی برکت کہیئے کہ فی گھنٹہ اُنچالس ہزار چھ سو لیٹر پانی برآمد ہوتا ہے۔

ہوٹل الشمس میں قیام کرنا تھا جو محلّہ مسفلہ میں واقع ہے ہماری بس ہوٹل کے دروازے پر جا کر کھڑی ہوگئی سبھوں نے اپنا سامان اتارا اور اپنے اپنے روم میں داخل ہو گئے۔ عزیزم الحاج مشتاق احمد رضوی مظفر پوری اور ان کے برادر اصغر الحاج زبیر احمد وہاں پہلے سے موجود تھے جو الحاج نثار احمد رضوی اور ہوٹل کے مالک کے بیچ کی کڑی تھے۔ اپنے روم میں پہنچ کر ضروریات سے فارغ ہوئے اور باوضو ہو کر عمرہ کے لئے چل پڑے۔ ہر شخص کی زبان پر تلبیہ کے پاکیزہ کلمات، جسم پر سفید لباس اور خدائے برتر و بالا کے گھر کی طرف دوڑتا، لپکتا نظر آرہا تھا۔ یہ گنہگار بھی اسی صف میں شامل ہوگیا چند ہی لمحوں کے بعد حرم شریف کا صحن نظر آنے لگا۔ نگاہوں نے جھک کر سجدہ کیا خواہش تھی کہ باب السلام سے داخل ہوں یہی ہمارے بزرگوں کی روایت بھی رہی ہے مگر معلوم ہوا کہ صفا مروہ کی توسیع میں باب السلام کو ختم کر دیا گیا ہے چنانچہ باب فہد سے داخل ہوا اور سبھوں نے بیک زبان یہ دعا پڑھی بسم اللہ والحمدللہ والسلام علی رسول اللہ، اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وازواج سیدنا محمد اللھم اغفرلی

ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك اور پھر داہنا قدم اندر داخل کیا دل کی دھڑکن تیز ہوگئی، کعبہ کا جلال اور اس پر غلاف عظمت دیکھ کر پورا وجود خوف سے لرزاٹھا۔ دزدیدہ نظروں سے کعبہ کو دیکھتا کبھی آگے بڑھتا اور پھر پیچھے ہٹتا یا اللہ! کہاں یہ تیرا مقدس اور پُرجلال گھر اور کہاں یہ مجرم وسیہ کار بندہ مولیٰ تیرے کرم کے قربان کہ ایک عاجز ونکمہ کو تو نے یہاں تک پہنچادیا اور اب پل بھر میں اس کے گناہوں کا شعلہ تیرے بحر رحمت کے چھڑکاؤ سے بجھنے والا ہے۔ پورے جسم پر سکتے کی کیفیت طاری تھی۔ آنکھیں ساون بھادو برسا رہی تھیں کہ فوراً بزرگوں کے ارشادات یاد آگئے کہ پہلی نظر کعبہ پہ پڑتے وقت جو دعا کی جاتی ہے وہ رد نہیں ہوتی بلکہ باب اجابت اسے گلے سے لگالیتی ہے۔ علامہ ابوالحقانی کی رہنمائی پر سبھوں نے وہ دعا پڑھی اور پھر اپنی اپنی تمناؤں کا وہ حسین گلدستہ بھی رب کے حضور پیش کر دیا جسے مدتوں سنوار کر مژگان حیات میں محفوظ کر رکھا تھا۔

پہلے عشاء کی نماز ادا کی گئی، اسکے بعد کعبہ شریف کا طواف، پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز، ملتزم اور باب کعبہ سے لپٹ لپٹ کر رونا، وہاں سے صفا اور مروہ پہنچے اور اللہ کی محبوب بندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنتوں کو یاد کر کے دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑ میں مصروف ہوگئے۔ سعی کے بعد سبھوں نے اپنے اپنے بال منڈوائے، قیام گاہ پہنچے اور کھانا کھایا جب تک صبح کاذب ہو چکی تھی، احرام اتارا، دوسرے کپڑے تبدیل کئے، ضرورتوں سے فارغ ہوئے اور نماز فجر کیلئے حرم شریف کی طرف دوڑ پڑے۔ یہ شہر مکہ میں داخلہ کے بعد پہلا عمرہ تھا۔ الحمدللہ اس کے بعد ۵ یوم اور اللہ کے اس پرجلال شہر میں قیام کی سعادت میسر آئی اور سب نے اپنے اپنے ظرف وطاقت کے اعتبار سے عمرہ وعبادت کی لذتوں سے سرشاری حاصل کی۔ یہاں بھی ایک دن زیارت کیلئے خاص تھا خوبصورت اور لگزری بس ٹھیک گئی اور بعد نماز فجر ناشتہ سے فارغ ہو کر مقدس مقامات کی زیارت کے لئے نکل پڑے۔ سب سے پہلے جنت المعلیٰ پہنچے یہ وہ قبرستان ہے جہاں بہت سے پاکان امت محو استراحت ہیں خصوصیت کے ساتھ سرکار دوعالم ﷺ کی سب سے چہیتی زوجہ اور

اس طرح چمٹ کر دعا کریں کہ رخسار، سینہ اور ہاتھ چمٹے ہوئے ہوں۔

حطیم:

کعبہ سے ملی ہوئی وہ جگہ جو نصف دائرے کی شکل میں کعبہ کا حصہ ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حطیم کے متعلق آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یہ کعبہ کا حصہ ہے تو آپ نے فرمایا ہاں پھر حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اگر یہ کعبہ کا حصہ ہے تو اسے کعبہ میں شامل کیوں نہیں کیا گیا تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری قوم کے پاس اتنا خرچ نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں کہ میں حطیم میں نماز پڑھوں یا بیت اللہ کے اندر۔

میزابِ رحمت:

یہ ایک پرنالہ ہے جو کعبہ شریف کی چھت سے لگا ہوا ہے بارش کے موسم میں جو پانی کعبہ کی چھت پر جمع ہوتا ہے اسی پرنالے کے ذریعہ حطیم کی گود میں گرتا ہے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اس کے نیچے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

رکن یمانی:

اسے رکن یمانی اس لئے کہتے ہیں کہ کعبہ شریف کا یہ کونہ ملک یمن کے بالمقابل ہے اور حجر اسود کے برابر والا کونہ بھی۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام فرماتے۔

غلافِ کعبہ..

کعبہ شریف پر سب سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے غلاف چڑھایا اور ایک روایت کے مطابق یمن کے حکمران اسعد حمیری تبع نے اس کے بعد سے ابتک یہ روایت برقرار ہے۔ ہر سال نو ذی الحجہ کو پرانا غلاف نکال کر نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے۔

چشمہ زمزم اور اس کی برکتیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی شریک حیات حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اپنے شہزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لے کر بحکم خدا مکہ معظّمہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ساتھ میں کھجور کے چند خوشے اور کچھ پانی تھا آپ ان دونوں کو صحن کعبہ میں رکھ کر واپس چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد کھجور بھی ختم ہوگئی اور بھی نہ رہا شدت پیاس سے ننھے اسمٰعیل کو تڑپتا دیکھ کر ماں کی ممتا بے قرار ہوگئی اور پھر پانی کی تلاش میں اللہ کی مقدس بندی صفا پہاڑی پر پہنچی کہ شاید کوئی نظر آئے اور پانی کا انتظام کردے جب وہاں کوئی نظر نہیں آیا تو دوڑ کر مروہ پہاڑی پہ پہونچیں کہ وہاں کوئی مل جائے اسی عالم بے تابی میں صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگاتی رہیں جب ساتویں چکر پہ مروہ پہونچیں تو ایک آواز سنائی دی پلٹ کر آئیں تو دیکھا کہ پیارے اسمٰعیل کی ایڑیوں کی رگڑ سے پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔ آپ نے اس کی چاروں طرف منڈیر بنایا اور ارشاد فرمایا [زمزم] یہ عبرانی لفظ ہے جس کا معنی ہے ٹھہر ٹھہر آپ کی زبان مبارک سے جب یہ جملہ نکلا پانی وہیں ٹھہر گیا اور ایک کنواں کی شکل میں تبدیل ہوگیا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی پہلی برکت تھی جو چشمہ کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ پوری دنیا میں کسی بھی کنواں، تالاب، دریا اور سمندر کا پانی اس سے افضل اور بابرکت نہیں اور اسے برکت کیوں نہ حاصل ہو کہ ایک پیغمبر کے قدموں کو اس نے بوسہ دیا، ایک پیغمبر کی ماں اور ایک پیغمبر کی بیوی نے اسے اپنا ہاتھ لگایا۔ شب معراج سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو اس سے دھویا گیا اور مزید فضیلت کی بات یہ کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس پانی میں ہر قسم کی بیماریوں سے شفا رکھی ہے، جس کے پینے سے بیماریاں دور ہوتی ہیں، صحت بحال ہوتی ہے، طبیعت کو کیف ونشاط حاصل ہوتا ہے اور جسم سے لے کر روح تک کی ساری بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ زمزم

کعبہ شریف کی بنیاد سب سے پہلے فرشتوں نے رکھی۔ پھر آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی۔ طوفان نوح کے وقت اسے اوپر اٹھالیا گیا تھا اسکے باوجود رسولان عظام علیہم السلام وہاں تشریف لاتے رہے اور حج ادا کرتے رہے حالانکہ جگہ کی کوئی علامت باقی نہ تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس جگہ کی نشاندہی فرمائی تو حضرت ابراہیم اور ان کے شہزادے حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے جبل حرا، جبل شبیر، جبل لبنان، جبل طور اور جبل خیر کے پتھروں سے اللہ کے گھر کی تعمیر فرمائی۔

مقام ابراہیم.. مقام کے معنی جگہ کے ہیں لیکن یہاں مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام دیوار کی تعمیر فرمارہے تھے اور آپ کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر لا لا کر آپ کے کاموں میں ہاتھ بٹا رہے تھے۔ دیوار جس قدر اونچی ہوتی پتھر بھی خود بخود بلند ہوتا چلا جاتا آج سائنسی ترقیات نے جو لفٹ ایجاد کیا یہ مقام ابراہیم کی عطا ہے سائنس کو ہر گھڑی اسلام کا احسان مند رہنا چاہئے کہ اس کی ساری ترقیات کا سرچشمہ اسلام کی چوکھٹ ہے مقام ابراہیم کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ خلاق عالم نے قیامت تک کے مسلمانوں کو اسے مصلیٰ بنانے کا حکم دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں آقائے دوجہاں ﷺ کے ہمراہ کعبہ شریف کے پاس پہونچا تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ کعبہ شریف کے سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم پر پہونچ کر واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ کی آیت تلاوت فرمائی اور اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقام ابراہیم اور بیت اللہ آپ کے سامنے تھے۔ آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مقام ابراہیم اور حجر اسود جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں اگر اللہ نے ان کی چمک اور نورانیت ختم نہیں کیا ہوتا تو ان کی چمک سے مشرق و مغرب کے درمیان سب کچھ روشن ہو جاتا اور بیہقی کی روایت ہے کہ اگر بنو آدم کے گناہوں نے اسے آلودہ نہ کیا ہوتا تو یہ مشرق سے لے کر مغرب تک ہر چیز کو روشن کر دیتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ روشن معجزہ ہے کہ آپ کے قدموں کے نشانات پتھر کے سینے پر اتر آئے اور پانچ ہزار سال کا

عرصہ گزرنے کے بعد بھی حوادثات زمانہ کا کوئی جھونکا نشانات کی چمک کو مدھم نہ کرسکا۔ مقام ابراہیم بھی ان مقامات میں سے ہے جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

قدم ابراہیم سے قدم ناز مصطفیٰ کی مشابہت:

بخاری شریف کی حدیث پاک ہے آقائے کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ابراہیم کی اولاد میں حضرت ابراہیم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔ ایک صحابی رسول جہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جو قریش کے ساتھ تعمیر کعبہ میں شریک تھے آپ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ کے قدمین پاک مقام ابراہیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات کے بہت مشابہ تھے۔

حجر اسود:

یہ پتھر حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لے کر آئے۔ ترمذی میں یہ حدیث موجود ہے کہ رسول گرامی وقار ﷺ نے ارشاد فرمایا حجر اسود جنت سے آیا ہوا پتھر ہے یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ بنی آدم کے گناہوں نے اسے کالا کر دیا۔ یہ کعبہ شریف کے کونے میں نصب ہے جہاں سے طواف کی ابتدا اور انتہا ہوتی ہے اس کی فضیلت یوں بھی دوچند ہے کہ تاریخ کے اس لمبے سفر میں لاکھوں انبیاء کرام، صحابہ عظام، اولیاء اور سلف صالحین کے مبارک ہونٹوں نے اسے بوسہ دیا ہے۔ اسی ترمذی کی روایت ہے کہ قیامت کے دن حجر اسود کو اس طرح پائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور ایک زبان جس سے بوسہ لینے والوں کے ایمان کی گواہی دے گا۔

ملتزم:

حجر اسود والے کونے اور خانہ کعبہ کے دروازہ کی درمیانی جگہ کو ملتزم کہتے ہیں یہ حصہ تقریبا دو میٹر ہے یہ بھی قبولیت دعا کا مقام ہے۔ سنت یہ ہیکہ کعبہ شریف کی دیوار سے

وہاں ہرڈھابے کے پاس ایک پیٹرول پمپ اور ایک مسجد ہوتی ہے بس نے بھی اپنی خوراک لی اور ہم لوگ بھی بھوکے تھے، کھانے کے لئے بیٹھ گئے محترم الحاج نثار احمد رضوی ثناء ٹور کے مالک ونگراں نے چلتے وقت مدینہ شریف میں سبھوں کیلئے بریانی بنوائی تھی، بس سے اترنے کے بعد حضرت مولانا محمد حسین صاحب ابوالحقانی کھانا نکال کر زائرین حرم کو پیش کرتے رہے، یہ فقیر بھی اس سعادت میں ان کا شریک بن گیا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد عصر کی نماز ادا کی گئی اور پھر اللہ کے مقدس گھر کی حاضری کیلئے روانہ ہو گئے اور ہماری گاڑی بیت العتیق جانے والی شاہراہ پر دوڑنے لگی یعنی ہم سب کا رُخ اس بلد امین کی طرف تھا جس کی حرمت کی قسم خدائے قدیر نے یاد فرمائی ہے ایک بار پھر سب کی زبان پر نغمہ سرمدی مچل اٹھا اور لبیک اللھم لبیک کی پُر نور صداؤں سے پوری فضا نورانی بن گئی۔

ادھر سورج حجلہ عروسی میں دھیرے دھیرے قدم بڑھا رہا تھا اور ہماری گاڑی مقام سرف سے قریب ہو رہی تھی۔ سرف وہ جگہ ہے جہاں ام المومنین سیدہ حضرت ام میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مقدس ہے اس کے چاروں طرف قد آدم دیوار کھڑی ہے اور پائنتی لوہے کی جالی کا گیٹ لگا ہوا ہے، اندر پوری زمین برابر ہے قبر کا کوئی نشان باقی نہیں ہے جو مدینہ شریف سے آتے ہوئے سڑک کی دائیں جانب طریقِ حجرہ پر مکہ مکرمہ سے بیس کیلومیٹر پہلے واقع ہے۔ یہیں پہ سن سات ہجری میں آپ سے سرکار نے نکاح فرمایا اور کچھ دیر قیام بھی کیا۔ سن اکاون ہجری میں اسی جگہ پہ آپ کا وصال ہوا۔ گاڑی سے ہی چلتے چلتے ہم لوگوں نے فاتحہ پڑھی اور اشکوں کا خراج پیش کر کے آگے بڑھ گئے۔ معاً ہماری گاڑی مسجد عائشہ پہنچ گئی ہم لوگوں نے چاہا کہ اتر کر مغرب کی نماز ادا کر لیں مگر ڈرائیور کی خباثت نے ہم سب کی نماز قضا کروا دی۔ زائرین حرم لاکھ نماز کی عظمت واہمیت کی دُہائی دیتے رہے مگر اس نے ایک نہ سنی۔ حیرت ہے کہ جس سرزمین پر نماز کی فرضیت نازل ہوئی آج وہیں کے کچھ افراد روح نماز سے نا آشنا ہیں۔

مسجد عائشہ کے بعد فوراً حرم شریف کی حد شروع ہو جاتی ہے، ہماری بس جوں ہی

حدود حرم میں داخل ہوئی حضرت علامہ ابوالحقانی صاحب نے حرم میں دخول کی دعا پڑھوائی اور ہمارا نورانی قافلہ شہر حرمت میں قدم رنجہ ہو گیا۔ مکہ معظّمہ کی شرافت و بزرگی اور وقار و بلندی کا عالم یہ ہے کہ قادرِ مطلق نے کعبہ کی بنیاد کیلئے اسی شہر کا انتخاب فرمایا اس شہر کی عظمت و برتری کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ مسجدِ حرام بھی وہیں ہے جسے پوری دنیا میں یہ مقام حاصل ہے کہ اس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں سے زیادہ ہے۔ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو جس کی طرف ہجرت کا حکم دیا یہ وہ شہر مکہ ہے کہ رب قدیر نے اپنی محترم کتاب قرآن مقدس میں اس شہرِ پر نور کی قسم یاد فرمائی ہے اور سب سے بڑی شرافت وکرامت کی بات یہ ہے کہ اسی شہر کو نبی آخر الزماں ﷺ کی جائے ولادت ہونے کا شرف حاصل ہے پوری دنیا میں یہی وہ پاک سرزمین ہے جسے اللہ رب العزت نے قرآن عظیم کی مختلف آیتوں میں گیارہ ناموں مکہ، بکہ، اُم القریٰ، البلد، البلد الامین، البلدہ، حرم آمن، وادغیر ذی ذرع، معاد، قریہ اور المسجد الحرام سے یاد فرمایا اور کعبہ شریف کو قرآن میں پانچ ناموں الکعبہ، البیت الحرام، بیت اللہ، البیت العتیق اور قبلہ سے یاد کی اور کثرتِ اسماء کثرتِ عظمت پر دلالت کرتی ہے مکہ معظّمہ پوری دنیا کا وسطی حصہ ہے اور پورا عرب پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے مکہ شریف کا علاقہ بطحا، معلاہ، (بلند جگہ) مسفلہ (نشیبی زمین) اور شبیکہ کے حصوں میں تقسیم ہے حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کے مطابق کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے دنیا میں بھیجا تو ارشاد فرمایا میں تمہارے ساتھ ایک گھر بھی اتار رہا ہوں جس کا طواف اسی طرح کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کا کیا جاتا ہے اور اس کے گرد ایسے ہی نماز پڑھی جائے گی جس طرح عرش کے گرد پڑھی جاتی ہے۔ اس بات پر سارے مفسرین کا اتفاق ہے کہ بیت المعمور ٹھیک کعبہ شریف کے اوپر ہے جو فرشتوں کا قبلہ ہے جہاں ستر ہزار فرشتے روزانہ خدا کی عبادت کرتے ہیں مگر انہیں دوبارہ اذنِ حاضری نہیں یہ ہم عاصیوں کا نصیبہ اور اللہ جلّ شانہ کا احسان ہے کہ گنہگار جتنی بار چاہیں رب کے حضور حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی گٹھری سر سے اتار آئیں۔

لبیک اللھم البیک، سب کے جسم پر ایک ہی طرز کا لباس، سب کی آرزوؤں کا ایک ہی مرکز، سب کی نگاہوں کا ایک ہی قبلہ اور سب کے ایمان وعقیدے کا ایک ہی کعبہ جسے روئے زمین پر خدائے بزرگ وبرتر کے پہلا گھر ہونے کا شرف حاصل ہے جسے اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت سیدنا سرکار ابراہیم اوران کے مقدس شہزادے حضرت سیدنا سرکار اسمٰعیل علیہما السلام نے ازسرنوتعمیر فرمائی اور وادی غیرذی ذرع (بنجرزمین) کو پھر سے آباد کیا۔

ہماری بس ذوالحلیفہ سے نکل کر مکہ کی شاہراہ کی گود میں تیرنے لگی، راستے کے دونوں طرف کھجور کی جھومتی شاخین، اونچے، بلندوبالا، مقدس اور نورانی پہاڑوں کا پُرنور سلسلہ جوعہد رسالت وعہد صحابہ کی عظمت وتقدس کی علامت بن کر جیسے توحید کا غلغلہ بلند کر رہے ہیں یہاں ہماری فکریں ماضی کی یادوں میں کھوگئیں۔ احساس نے چٹکیاں لیں اور خیالات کے پردے پر مسیحائے انسانیت، روح کائنات ﷺ اور اُن کے جانباز مجاہدین کے چودہ سوسالہ پرانے سفر کی یادیں روشن ہوکر دل، دماغ اور شعور کو اُجالا بانٹنے لگیں۔ کیا ہم اُن پہاڑوں سے گزر رہے ہیں جن کے جسم پر میرے پیغمبر کے وجود نازنین کی خوشبوؤں کی چادرتنی ہے اور جہاں سے نبی محترم کے مقدس صحابہ کے قافلے گذرے تھے، جن کے پاکیزہ قدموں کی دھول مسلمانوں کے چہرۂ حیات کیلئے غازہ ہے ہم اس پاک اور مقدس سرزمین کی طرف بڑھ رہے ہیں جسے نبی آخرالزماں ﷺ کی جائے ولادت ہونے کی سعادت حاصل ہے، جہاں کی پاک مٹی سے مقدس صحابہ کا وجود تیار ہوا، جن کے کردار وعمل کی طہارت ولطافت کوملائکہ قدس بھی رشک بھری نظروں سے دیکھا کرتے ہیں، جس کے سینے پر کعبۃ اللہ شریف کی بنیاد ڈالی گئی، جہاں کا ہرذرہ رشک آفتاب اور غیرت ماہتاب ہے، جس کی عظمت وتقدس کے نعرے قرآن پاک کی زبان پر آج بھی جاری ہیں۔ جس کے مقدس فضا میں پرورش پانے والے انسان کامل کے قافلے سے اڑنے والی گرد شمس و قمر کے چہرے کا نور ہے۔ جہاں کے خس وخاشاک کوستاروں کی بزم بھی حسرت بھری نظروں سے دیکھا کرتی ہے۔ میں بھی نگاہوں کو بچھائے ان نورانی مناظر کودیکھتا رہا جن کی

دلفریبی ودلکشی سے صرف آنکھیں ہی مسرور نہیں ہورہی تھیں، دل کے آنگن میں بھی نشاط وکیف کے گلاب مسکرارہے تھے، محبتوں کی کلیاں چٹک چٹک کر مشام زندگی کو معطر کررہی تھیں، ادھر میری گاڑی لپکتی، دوڑتی نہایت تیزی سے منزل کی سمت بڑھتی جارہی تھی۔ آج میں اپنے مقدر پر بے حدنازاں تھا کہ میں ان راستوں کو طے کررہا ہوں جہاں سے چودہ سوسال قبل سعید روحوں کا قافلہ گزراتھا جس کی قیادت وسربراہی خدائے ذوالجلال کے آخری پیغمبر نبی رحمت ﷺ فرمارہے تھے، جن کی بے نفسی اور فقروفاقہ کا یہ عالم کہ ہفتوں گھروں سے دھواں اٹھتے نہیں دیکھا گیا اور دوسری طرف رفعت شان اور عظمت مکان کا یہ عالم کہ عرشیوں کے سلام آرہے ہیں بلکہ خودرب کائنات سلاموں کا تحفہ بھیج رہا ہے جوقالین پرنہیں کھجور کی چھالوں سے بھرے گدوں پہ سویا کرتے مگر جہاں قدم رکھ دیتے نور کے چشمے اُبل پڑتے اور جن کی مسکراہٹ کے صدقے آج بھی شام کی زلفوں سے سحر کا اجالا پھوٹ رہا ہے۔

ادھر وقفے وقفے سے لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، ان الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك کی پرنورصداؤں سے پوری گاڑی کی فضا گونج اٹھتی اورنغمہ توحید کے ارتعاش سے پوراماحول نورانی ہوجاتا۔ یوں توہروہ شخص جوکعبۃ اللہ شریف کے لئے رخت سفر باندھتا ہے سب کے جسم پرسفید اوراجلے لباس ہوتے ہیں جسے شریعت احرام کا نام دیتی ہے لیکن اس کی طہارت وپاکیزگی اور عظمت وتقدس اسی کا نصیبہ جن کی آنکھوں میں خوف الٰہی کے آنسو لرزرہے ہوتے ہیں اوردل خشیت الٰہی سے کانپ رہا ہوتا ہے۔

جیسے جیسے ہماری بس ارض مقدس سے قریب ہورہی تھی جذبات کا طلاطم بڑھتا جارہا تھا۔ احساس کی چنگاری تیز سے تیزتر ہوتی جارہی تھی اور میں نگاہوں کی چادر بچھائے ان پاکباز روحوں کے قافلے سے اڑی گرد کوسمیٹتا جارہا تھا تاکہ چہرۂ ایمان پر مَل کر اپنے عقیدے کے حُسن میں اضافہ کرسکوں۔ عصر کا وقت ہواتو گاڑی ایک ڈھابہ پہ جاکر رکی،

الحاج انور بھائی نے بھی تین قسم کی مچھلیاں خریدیں اور دوسرے کاؤنٹر پر سالن بنانے کیلئے دیدیا اس میں ایک مچھلی کا نام لاف اسٹار (مسکراتا ستارہ) تھا فی کیلو ساڑے تین سو ریال تھی جس کی ہندوستانی قیمت تقریباً چار ہزار روپئے ہوتے ہیں اور حیرت کی بات یہ کہ اس ہوٹل میں لوگ اپنی بھوک صرف مچھلی ہی کھا کر مٹاتے ہیں ہمارے ٹیبل پر بھی وہ ساری مچھلیاں فرائی کر کے رکھدی گئیں اور میں کافی دیر تک روٹی وغیرہ کے انتظار میں بیٹھا رہا الحاج انور بھائی نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا حضرت! یہاں لوگ صرف مچھلی ہی کھانے آتے ہیں اس لئے تو اس کا نام مطعم بحریہ رکھا ہے۔ ہم لوگوں نے بھی صرف مچھلی ہی پر اکتفا کیا اور شب کے ۱۲/ بجے اپنی قیام گاہ لوٹے اس قافلے میں انور بھائی کے احباب کے علاوہ حضرت علامہ ابوالحقانی صاحب، ان کے صاحبزادے عزیزم ریحان رضا، ان کے برادر اکبر مولانا امجد حسین رضوی اور محترم الحاج نظام الدین گیاوی اور فقیر راقم الحروف شامل تھا۔

انجینئر جناب الحاج جنید رضا رائچوری کی ضیافت:

محترم جنید رضا صاحب رضوی رائچور کرناٹک کے رہنے والے نہایت مخلص، عاجزی وانکساری کے پیکر، پروردگار عالم نے جو منصب اور وقار عطا فرمایا ہے اس کا کوئی زعم نہیں، علماء نوازی اور علم دوستی کوئی ان سے سیکھے انہوں نے بھی اپنے گھر بلا کر بڑی خوبصورت ضیافت کی اور جب انہیں فرصت کے لمحات میسر آتے فوراً ہم لوگوں کی قیام گاہ پہنچتے اور ہمیشہ خبر خیریت لیتے رہتے یہ بڑی سعادت مندی کی بات ہے کہ مع اہل وعیال رحمت ونور کے محلے میں قیام پذیر ہیں۔ حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری سے شرف بیعت حاصل ہے مسلکی اور مشربی ہر اعتبار سے نہایت متصلب ہیں۔

مولانا عطاء المصطفیٰ نظامی کی پرتکلف دعوت:

مولانا موصوف نے بھی ایک دن اپنے گھر بہت ہی پرتکلف دعوت فرمائی، خود ہی گاڑی لیکر ہوٹل پہنچے اور ہم سب کو اپنے مکان لیکر گئے۔ جبل اُحد شریف جاتے ہوئے ٹاپ ٹین مال کے عقب میں مولانا کی رہائش گاہ ہے ہم لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ان کے صاحبزادے عزیزم شبلی رضا نے بہت وسیع سفرہ بچھا (دسترخوان) رکھا تھا ہم لوگوں کے علاوہ ان کے کچھ پاکستانی احباب بھی اس دعوت میں شامل تھے، عربی اور ہندی دونوں طرز کے عمدہ اور لذیز کھانے دسترخوان پر چنے ہوئے تھے۔ سب نے لطف لیکر کھایا اور مولانا نے بھی میزبانی کا خوب خوب حق ادا کیا۔ پروردگار ان تمام مخلصین کو دارین کی برکتوں سے سرفراز کرے اور ایمان وعقیدے کی سلامتی عطا فرمائے۔ اس شہر نور میں ہم جیسے روسیاہ غلاموں کی عزت افزائی یہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بندہ پروری نہیں تو اور کیا تھی۔

مکۃ المکرّمہ کے لئے روانگی:

۸ یوم مدینہ پاک میں قیام کے بعد بلد امین کی طرف بہ نیت عمرہ روانگی کا پروگرام تھا۔ چنانچہ ۲۱ کی شب کو محترم الحاج نثار بھائی رضوی نے تمام شرکاء تک صدائے رحیل پہنچا دی۔ ۲۲ جون ۲۰۱۱ء کی صبح نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد نہا دھو کر سب لوگوں نے ناشتہ کیا، احرام کے کپڑے بدلے اور اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ (مسجد علی) کے لئے روانہ ہوگئے جو شہر مدینہ سے ۱۲/ کیلومیٹر کے فاصلے پر ہے جہاں فاتح خیبر حضرت سیدنا سرکار علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب بہت خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی ہے جس میں بیک وقت پانچ ہزار فرزندان توحید اپنے مچلتے سجدوں کو پیش کر سکتے ہیں، اس کے گنبد کی بلندی ۲۸/ میٹر اور مینار کی بلندی ۶۴/ میٹر ہے۔ دو ملین ریال کے اخراجات سے شاہ فہد کے زمانے میں تیار ہوئی۔ وہاں پہنچ کر پھر سے سب نے تازہ وضو کیا اور عمرہ کی نیت سے دو رکعت نماز نفل مسجد علی میں ادا کی گئی، سلام پھیرنے کے بعد سب کی زبان پر ایک ہی نغمہ

نشاندہی کی جو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنواں کے نام سے جانا جاتا ہے اسی کنویں
کے پاس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا کھجور کا باغ تھا جو مسجد نبوی شریف سے قریب
تھا شاہ فہد کے زمانے میں مسجد نبوی کی توسیع ہوئی تو باغ کے درخت کاٹ دیئے گئے اور
کنواں اب بھی مسجد نبوی شریف کے تہہ خانے میں موجود ہے اور اس کا پانی بھی استعمال
میں ہے۔ یہ کنواں باب مجیدی سے پہلے باب ملک فہد گیٹ نمبر ۲۱ سے داخل ہوتے وقت
چندمیٹر کے فاصلے پر بائیں سمت واقع ہے۔ یہاں پہ اکثر آقائے دوعالم ﷺ جلوہ افروز
ہوتے اور اس کنواں کا پانی نوش فرماتے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یہ کنواں
بہت زیادہ محبوب تھا لیکن جب آیت کریمہ ''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا
تُحِبُّوْنَ ''نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کنواں راہِ خدا میں صدقہ
کردیا۔ الحمدللہ ہم لوگوں نے بھی (محترم الحاج نثار احمد، ان کی اہلیہ، ان کے بچے اور
ماسٹر جمال شیخ) اس پانی کو پینے کا شرف حاصل کیا۔

حضرت امام جعفر صادق اور کونڈے کی فاتحہ:

پورے ہندوستان میں ۲۲ رجب کو شہزادۂ رسول حضرت سیدنا سرکار امام جعفر صادق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کی تقریب نہایت اہتمام سے منائی جاتی ہے جو کونڈے کی فاتحہ کے
نام سے مشہور ہے۔ محترم الحاج نثار احمد رضوی ۲۱/ کی صبح بعد نماز فجر میرے روم میں تشریف
لائے اور کہنے لگے کہ جب ہم لوگ اپنے ملک میں ہوتے ہیں تو کونڈے کی فاتحہ کرتے ہیں
اور آج ہم سب کی حد درجہ خوش نصیبی ہے کہ ان کے قدموں میں حاضر ہیں لہٰذا روایت کی
پاسداری کے ساتھ فاتحہ کا انتظام کیا جانا چاہئے میں نے بھی عرض کیا جی ہاں! اس سے بڑی
خوبی تقدیر کیا ہوگی کہ سرکار جنت البقیع میں آرام فرمائیں اور بالکل ان کی روحانیت تلے
پاکیزہ تقریب منعقد ہو رہی ہے جایئے تیاری کیجئے۔ الحاج نثار بھائی کی اہلیہ رات ۳ بجے
سے پوری تیاری میں مصروف ہوگئیں اور فجر تک سارے پکوان تیار کر ڈالیں۔ فجر کی نماز

سے فارغ ہونے کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضری دی اور وہیں سے جنت البقیع بھی
حاضر ہوگئے اور وہاں سلامی دینے کے بعد اپنی قیام گاہ پہنچے قرآن پاک کی سورتیں تلاوت
کی گئیں اور اسکے بعد خطیب الہند حضرت علامہ ابوالحقانی صاحب قبلہ نے بھیگی پلکوں کے
ساتھ دعائیں مانگیں اور جملہ حاضرین کے لبوں پر آمین کے نغمے مچل رہے تھے۔ ٹور میں
شریک رفقاء کے علاوہ محترم الحاج شریف کاکا، الحاج جاوید صاحب پاکستان، الحاج اشرف
صاحب پاکستان، الحاج مشتاق احمد رضوی اور ان کے برادر اصغر جناب الحاج زبیر احمد
رضوی صاحب مظفر پور ہندوستان نے بھی شرکت کی۔

الحاج انور بھائی یاد آئے:

حضرت علامہ ابوالحقانی صاحب کے مخلص شیدائی جناب الحاج انور بھائی ماہم
شریف ممبئی نہایت نیک دل اور سنجیدہ طبیعت کے مالک ہیں۔ جب علامہ ابوالحقانی صاحب
کی آمد کی اطلاع ملی تو فوراً ہم لوگوں کی قیام گاہ پہنچے، کافی دیر تک مختلف موضوعات پر گفتگو
ہوتی رہی، واپسی پر اپنے گھر آنے کی دعوت بھی دے گئے دوسرے دن بعد نماز عشاء
گاڑیاں بھیج کر اپنے گھر پر بلوایا، چائے سے ضیافت کی اور اسکے بعد مطعم بحریہ (سمندری
ڈھابہ) لیکر چلے جو شہر مدینہ سے تقریباً ۶-۷ کیلومیٹر کے فاصلے پر کسی ہائیوے پر واقع تھا،
اس ہوٹل میں صرف مچھلیوں کا ہی سالن ملتا ہے اسی مناسبت سے اس کا نام مطعم بحریہ رکھا
گیا ہے۔ خوبصورت طرز تعمیر کا منہ بولتا نمونہ، کھلی فضا میں برقی قمقموں سے مزین اور نہایت
سلیقے سے سجا ہوا یہ ہوٹل، دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہوگئی، وہاں پہنچ کر دیکھا کہ سینکڑوں قسم کی
مچھلیاں موجود ہیں اور وہ بھی زندہ، اس ہوٹل کے دو حصے تھے ایک حصے میں لوگ تروتازہ
مچھلیاں خریدتے اور دوسرے حصے میں سالن تیار کرنے کے لئے دیدیتے اور دونوں کاؤنٹر کا
مالک ایک ہی شیخ ہے۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ اکثر ہفتہ کے دن کبھی پیادہ اور کبھی سواری سے مسجد قبا تشریف لاتے اور نماز ادا فرماتے۔ سرکار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہم تینوں لوگ پیادہ پا مسجد قبا پہنچے، تازہ وضو کیا اور نمازیں پڑھیں، سرکار کا فرمان آج بھی احادیث کی کتابوں میں محفوظ ہے کہ مسجد قبا میں دو رکعت نفل ادا کرنا ایک عمرہ کا ثواب حاصل کرنے کے برابر ہے الحمدللہ! قیام مدینہ کے دوران کئی مرتبہ محترم الحاج نثار احمد رضوی کے ہمراہ وہاں کی حاضری اور نماز پڑھنے کی سعادتیں میسر آئیں۔

مسجد غمامہ:

ایک سال مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا، گرمی کی شدت اور تمازت سے جانور اور چرند پرند بھی ہلاک ہونے لگے تو ایک صحابی رسول جمعہ کے دن جب آقائے کونین ﷺ منبر پر رونق افروز تھے عین خطبہ کی حالت میں کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ہم لوگ ہلاک ہوگئے، نبی رحمت نے فوراً دعا کے لئے دست رحمت بلند کیا ادھر دست کرم بلند کیا ادھر موسلا دھار بارش شروع ہوگئی اور مسلسل ایک ہفتہ تک یوں ہی بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ مدینہ کی پوری آبادی بارش سے جل تھل ہوگئی پھر وہی صحابی دوسرے جمعہ کو خطبہ کے دوران کھڑے ہوگئے اور عرض کیا سرکار اب ہم لوگ بارش کی وجہ سے ہلاک ہوگئے آقا نے پھر دست مبارک بلند فرمایا اور فوراً بارش تھم گئی اسی دن سے اس مسجد کا نام مسجد غمامہ پڑ گیا (یعنی بادل والی مسجد) مسجد قبا کی واپسی پر مسجد غمامہ کی زیارت کی۔ حضور سرور کائنات ﷺ کے زمانے میں اسی مسجد میں عیدین کی نماز ادا کی جاتی تھی۔
ایک یتیم بچہ جو عید کے دن سر راہ رو رہا تھا اور نبی رحمت نے اسے سینے سے لگایا، گھر لائے، نہلایا، نئے کپڑے عطا کئے اور عطر وعنبر میں بسا کر پھر اپنے ہمراہ عیدگاہ لے گئے یہ واقعہ اسی مسجد غمامہ کا ہے جہاں بیچ راہ میں بچہ دوسرے بچوں کو نئے کپڑے میں دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کے رو رہا تھا۔

مسجد اِجابہ:

یہ مسجد جنت البقیع سے ۳۸۵ میٹر دور شارع فیصل کے کنارے واقع ہے۔ اصل یہ مسجد، مسجد بنو معاویہ کے نام سے تھی ایک مرتبہ آقائے کونین ﷺ وہاں سے گزر رہے تھے تو اسمیں دو رکعت نماز ادا فرمائی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر آقا علیہ السلام نے اپنے رب سے تین دعا مانگی۔ پہلی دعا یہ کی کہ میری امت قحط سالی کی وجہ سے تباہ نہ ہو، دوسری دعا میری امت غرق ہوکر تباہ نہ ہو اللہ تعالیٰ نے دونوں دعا قبول فرمائی اور جب تیسری دعا کی کہ میری امت لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہے تو پروردگار نے ارشاد فرمایا اے محبوب یہ دعا نہ فرمائیں۔ جب حضور نے یہ دعا فرمائی تو قبولیت دعا کے سبب اس مسجد کا نام مسجد اجابہ ہوگیا۔

مسجد ابوذرِ غفاری:

یہ مسجد نبوی شریف سے ۹۰۰ میٹر کے فاصلے پر شمالی جانب واقع ہے۔ اس کا تاریخی نام مسجد سجدہ ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ بیت المال کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا کی اور ایک لمبا سجدہ کیا۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ دنیا سے تشریف تو نہیں لے گئے جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا تو فرمایا کیا بات ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ میں ڈر گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس تو نہیں بلا لیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لیکر آئے کہ اللہ کے نبی جو آپ پر درود وسلام بھیجے گا پروردگار اس پر رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اپنے رب کے اس مقدس فرمان پر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔
اسکے علاوہ مسجد بلال، مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد علی، مسجد شمس، مسجد بخاری زیارتوں سے بھی مشرف ہوئے، اس کے بعد حضرت حافظ منور حسین صاحب نے بیئر حاء کی بھی

وسلم نے بھی اپنے جاں نثاروں کے ساتھ یہ کام کیا یہ خندق جبل ذباب کے شمال سے مساجد فتح کے قریب پہنچ کر مکمل ہوئی اس کی لمبائی تقریباً ۲ کیلومیٹر پانچ سینٹی میٹر، چوڑائی ۴ میٹر اور گہرائی تین میٹر تھی۔ اس غزوہ میں بھی مسلمانوں کو بہت زیادہ دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور جب مسلمان بہت زیادہ مصیبتوں میں گھر گئے تو نبی ناز رحمت نے اپنے رب کی بارگاہ میں دعاء کے لئے دست کرم بلند فرمائے۔ نبی کی دعا قبولیت سے سرفراز ہوئی، پروردگار عالم نے فرشتوں کی جماعت کو زمین پر اتار دیا، فرشتوں نے کافروں کے خیموں کی طنابیں کاٹ دیں، ہواؤں کا ایک زوردار طوفان اٹھا، کفار کے گھوڑے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے، کافروں کے دلوں پر رعب طاری ہونے لگا اور جب فرشتوں نے نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند کیں تو کفار بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ غزوۂ خندق کے دوران جس جگہ پر سرکار دوعالم ﷺ نے دعاؤ فرمائی وہیں ایک ساتھ سات مسجدیں بنائی گئیں جو آج مساجد سبعہ کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد فتح، مسجد سلمان فارسی، مسجد علی، مسجد عمر، مسجد سعد بن معاذ اور مسجد ابوبکر۔ مسجد سلمان فارسی آج بھی اسی صورت میں ہے جو چودہ سو سال پہلے تھی باقی تمام مسجدوں کو ایک ساتھ ملا دی گئی جو شاہ فہد کے زمانہ میں کی گئی۔ خندق کے اوپر بہت چوڑی اور کشادہ سڑکیں بن گئیں ہیں جہاں سے گاڑیاں گزرتی ہیں۔ ان تمام جگہوں کی زیارت کرانے کے بعد حضرت مولانا عطاء المصطفےٰ صاحب نظامی ہوٹل جواہر ساتر پہنچا گئے تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد عشاء کی نماز کے لئے ہم لوگ مسجد نبوی شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

۱۶ر جون ۲۰۱۱ء کی صبح جب فجر کی نماز کیلئے میں اور الحاج نثار احمد صاحب کے برادر نسبتی جناب شیخ جمال صاحب باب مجیدی سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے تو میرے دوست کرم فرما جناب الحاج حافظ منور حسین صاحب رضوی نہایت گرم جوشی کے ساتھ بغل گیر ہوئے اور فرمایا آپ مولانا قمر الزماں! میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے عرض کیا جی ہاں! گنہگار کو قمر الزماں کہتے ہیں۔ علیک سلیک کے بعد میں نے عرض کیا پہلے

فجر کی نماز ادا کرلیں اور قدموں میں حاضری دے لیں پھر باتیں ہوں گی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ بھی ساتھ ساتھ جالی شریف تک آگئے اور ایک ساتھ ہم لوگ درود شریف کی نذریں پیش کرتے رہے۔ پھر باب بقیع سے باہر نکلے تو وہ ناشتے کے لئے اپنی قیام گاہ پہ لے گئے۔ مسجد بلال سے قریب آپ کی قیام گاہ تھی، قیام گاہ سے متصل ایک پاکستانی ہوٹل واقع تھا اسی ہوٹل میں انہوں نے ناشتہ کرایا اور وہیں سے ان کے ہمراہ میں اور جمال شیخ مسجد قبا کیلئے پیادہ نکل پڑے۔

مسجد قبا:

مدینہ شریف سے تین میل کے فاصلے پر قبا کی آبادی واقع ہے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد جو سب سے پہلا پڑاؤ آقا ﷺ نے ڈالا وہ قبا کی آبادی تھی۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زمین کو پسند فرمائی جہاں عمرو بن عوف کے اہل خاندان اپنی کھجوریں سکھایا کرتے تھے وہیں پہ بانی اسلام ﷺ نے مسجد شریف کی بنیاد رکھی، مسجد قبا وہ مسجد ہے جس کی شان میں رب کریم نے آیت کریمہ نازل فرمائی۔ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَق اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ مَافِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَن يطهروا والله يحب المطهرين۔ ترجمہ یقیناً وہ مسجد جسکی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیزگاری پر رکھی ہوئی ہے اور وہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو پاکی بہت پسند ہے اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ یہ دنیائے اسلام کی پہلی مسجد ہے جسے آقائے کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ مل کر تعمیر فرمائی۔ یہیں آقا ﷺ ۱۴/ یا ۲۴/ روز قیام فرمانے کے بعد جمعہ کے دن مدینہ شریف کے لئے روانہ ہوئے اور راستے میں قبیلہ بنی سالم کی مسجد میں پہلا جمعہ ادا کیا جو آج تک مسجد جمعہ کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد جملہ مساجد میں مسجد قُبا افضل ہے۔

یہ مسجد شارع خالد بن ولید کے کے کنارے وادی عقیق کے قریب واقع ہے۔
۲۰۰۸ء میں اسکی توسیع ہوئی۔ فی الوقت دو ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے چونکہ اسی مسجد میں
تبدیلی قبلہ کا حکم نازل ہوا اس لئے اِسے دو قبلہ والی مسجد کہتے ہیں۔

وادی عقیق:

یہ حجاز مقدس کی بہت لمبی وادی ہے۔ یہ طائف سے شروع ہو کر مدینہ منورہ سے
گزرتی ہے اور وادی بطحان اور وادی قناۃ میں آ کر مل جاتی ہے۔ وادی عقیق کے دو میدان
ہیں ایک چھوٹا سا میدان جس میں بیر عثمان اور مدینہ یونیورسٹی ہے اور دوسرا بڑا میدان جس
میں بیرِ علی اور بیرِ عروق ہے یہ وادی اپنے شریں چشمہ، نرم و خنک آب و ہوا اور زرخیز مٹی کی
وجہ سے حکومت کی توجہ کا اہم مرکز رہی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری
میں بھی بہت سارے صحابہ کے باغات و محلات یہاں بنے تھے اور یہ وادی اس لئے بھی
مقدس ہے کہ آقائے کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پروردگار نے پیغام بھیجا ہے کہ اس
مبارک وادی میں نماز ادا کرو۔ وادی عقیق کی زیارت کے بعد حضرت سیدنا سرکار امام زین
العابدین اور حضرت سیدنا سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مکان کی زیارت کی جس
یہودی کے مکان میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے رب نے جنت سے
جوڑا بھیجا اس جگہ کی زیارت ہوئی۔ بیرغرس وہ کنواں ہے جس میں ساحرہ نے جادو کر کے
سوئی ڈالا تھا اسے بھی دیکھا۔ وادی بطحان بھی گئے جہاں کی مٹی خاکِ شفا کہلاتی ہے حضرت
سیدنا سرکار سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ کی بھی زیارت ہوئی۔

جبلِ سلع:

اسے غارہ سجدہ بھی کہتے ہیں یہ وہی پہاڑ ہے کہ جب سید الملائکہ حضرت جبریل
علیہ السلام نے آپ کو خبر دی کہ یارسول اللہ! میں نے آپ کی امت کو بھی جہنم میں دیکھا ہے

تو آپ اپنی امت کے غم میں زار و قطار رونے لگے اور مدینہ شریف کی آبادی سے باہر نکل
کر اسی غار میں تین دنوں تک سجدہ ریز رہے اور اپنی امت کے لئے جہنم سے آزادی کی دعا
مانگتے رہے اور ادھر صحابہ کرام اپنے نبی کی تلاش میں گھروں سے باہر نکل پڑے جب سلع
نامی پہاڑ کے دامن میں پہنچے تو ایک چرواہے نے کسی کے رونے کی خبر دی صحابہ کرام سمجھ گئے
اور پوری جماعت نے اپنے رسول رحمت کے قدموں میں پہنچ کر مدینہ چلنے کی درخواست کی
مگر پیارے رسول ﷺ اپنی امت کے غم میں مستقل آنسو بہاتے رہے اور ہزار اصرار کے
باوجود اپنے سر مبارک کو سجدہ سے نہ اٹھایا صحابہ کرام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے
پاس گئے اور آقا ﷺ کے حالات سے مطلع کیا پھر حضرت فاطمہ خود بارگاہ نبی میں حاضر
ہوئیں اور عرض کیا ابو جان اب تو سجدہ سے سر مبارک اٹھائیے نبی رحمت نے نمناک آنکھوں
کے ساتھ سجدہ سے سر اٹھایا اور مدینہ تشریف لائے۔

حضرت جابر کا مکان:

وہاں سے ہم لوگ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے پاس پہنچے جو اب
مسجد جابر کے نام سے مشہور ہے اسی مکان میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ
خندق کے موقع سے نبی پاک ﷺ اور انکے اصحاب کی دعوت فرمائی اور ایک سیر جو کا آٹا اور
ایک چھوٹی سی بکری کے گوشت سے تقریباً ایک ہزار صحابہ کی ضیافت کی اور سب ہی حضرات
کے تناول فرمانے کے بعد بھی روٹی اور گوشت سے میں کچھ بھی کمی نہیں آئی۔ غزوۂ خندق
کا دوسرا نام غزوۂ احزاب ہے۔

مشرکین کے مختلف قبیلے مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑنے کیلئے اکٹھا ہوئے،
آقائے کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ فرمایا تو حضرت سلمان فارسی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خندق کھودنے کی تجویز پیش کی، آپ نے اس مشورہ کو قبول فرمایا اور
ہر دس افراد پر مشتمل ایک ایک گروپ ۲۰ میٹر خندق کھودتا اور خود آقائے کائنات صلی اللہ علیہ

حیرت دیکھئے اور واقعی یہ منظر اس سے بھی زیادہ عقل کو حیران کرنے والا تھا۔ چابی جیب میں، گاڑی کا گیر نیوٹرل، اسٹیرنگ پر صرف ہاتھ اور گاڑی خود بخود ایک سو چالیس کی رفتار پر مدینہ شریف کی سمت بھاگ رہی تھی اور یہ حالت صرف میری گاڑی کی نہیں تھی بلکہ اس کے آگے پیچھے جتنی گاڑیاں تھیں سبھی انہیں کیفیات سے دوچار تھیں اور جس قدر مدینہ پاک کا فاصلہ سمٹتا رہا رفتار میں کمی آتی رہی اور دیکھتے دیکھتے گاڑی اپنے معمول پر آگئی۔ سچ فرمایا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ نے۔ ع

اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

بیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

جب وادی جن سے واپس ہوئے تھے تو بیر عثمان پہنچے۔ یہ کنواں مسجد نبوی شریف سے ۳ کیلومیٹر کی دوری اور مسجد قبلتین سے ایک کیلومیٹر کے فاصلے پر وادی عتیق کے کنارے ازہری محلہ میں واقع ہے۔ آقائے کونین رحمت دارین ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لائے تو پورے مدینہ میں یہی ایک میٹھے پانی کا بڑا کنواں تھا جو یہودی کی ملکیت میں تھا باقی کنوئیں میں کھارا پانی تھا اس لئے یہودی اپنے کنویں کا پانی بڑا مہنگا فروخت کرتا تھا سرکار دوعالم ﷺ نے یہودی سے سودا کرلیا مگر پیسے کی فراہمی کا مسئلہ سامنے تھا، آقائے کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مسلمانوں کیلئے بیر رومہ خریدے گا اسے جنت میں اس سے بہتر انعام ملے گا۔ یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا سرکار! غلام حاضر ہے یہ رقم قبول فرمالیں چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھا کنواں خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کردیا تو بات یہ طے ہوئی کہ ایک دن یہودی بھرے گا اور ایک دن مسلمان بھریں گے مسلمان اپنی باری والے دن میں دو دن کی ضرورتوں کا پانی بھر لیتے اور یہودی سے نہ خریدتے۔ یہودی کہنے لگا کہ اس سے تو میرا کاروبار ہی خسارے میں ہے پھر آقائے کائنات نے اس یہودی سے آدھا حصہ کا بھی سودا کرلیا پھر حضرت عثمان غنی رقم لیکر

حضور کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور عرض کیا سرکار اسے قبول فرمالیں اس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کنویں کے بدلے دو مرتبہ آپ سے جنت خریدی۔ پہلے وہ بیر رومہ کے نام سے جانا جاتا تھا مگر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خرید لیا تو آپ کے نام کی طرف نسبت کرتے ہوئے اسے بیر عثمان کہتے ہیں۔ ہم سبھی لوگ اس کنویں کے قریب پہنچے۔ کنواں کے اوپر لکڑی کے دو بڑے بڑے ٹکڑے رکھے تھے اور لوہے کے دو موٹے پائپ اس کے اندر تھے اور مشین کے ذریعہ پانی نکال کر کھجور کے باغ کی سینچائی کی جاتی ہے ڈول نہ ہونے کی وجہ سے ہم لوگ پانی نہ نکال سکے مگر الحمدللہ اس پانی کی زیارت سے ضرور مشرف ہوئے۔ وہیں پہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت بڑا باغ ہے جس میں کھجور کے بہت سارے درخت لگے ہوئے تھے یہ کنواں اور باغ مسجد قبلتین سے صرف ایک کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

مسجد قبلتین:

بیر عثمان کی زیارت کے بعد ہم لوگ مسجد قبلتین حاضر ہوئے، حضور سرور کائنات ﷺ ظہر کی نماز کی امامت فرمارہے تھے کہ عین حالت نماز میں تحویل قبلہ کی آیت (فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَام) نازل ہوئی یعنی اے محبوب اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیرلیں، فوراً مختار کائنات ﷺ نے اپنا رخ انور حالت نماز میں بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھیرلیا۔ اس سے پہلے پندرہ یا سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رخ کرکے سرکار مدینہ ﷺ نماز ادا فرماتے رہے مگر جب یہودیوں نے طنز کیا تو آپ کو ناگوار گذری ادھر پروردگار کا فرمان آگیا محبوب جدھر آپ کی رضا ہو اپنا چہرہ ادھر ہی فرمالیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری عرض کرتے ہیں

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

موجود ہے بلکہ خوب پھیل رہی ہے۔ کیا قرآن وسنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟ شاہ فیصل کی تصویریں ہوٹلوں میں لٹک رہی ہیں، انہیں حکومت نے خود مہیا کیا ہے، ایرپورٹ پر اترتے ہی شاہ فیصل کی تصویر پر نظر پڑتی ہے، قہوہ خانوں اور ریستورانوں میں ان کی تصویروں کی بہتات ہے، لیکن اس میں کوئی بدعت نہیں، بدعت اسلاف کی یادیں منانے اور باقی رکھنے میں ہے۔" (شب جائے کہ من بودم ص ۲۲)

جب دشمنوں نے وہاں پہنچ کر آپ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو دوسو قدم کے فاصلے پر اُحد شریف کا ایک دوسرا حصہ درمیان سے شق ہو گیا اور آواز آئی سرکار یہاں تشریف لے آئیں۔ آقائے کائنات ﷺ اپنے جاں نثاروں کے جلو میں وہاں پہنچے۔ الحمد للہ! ہم لوگوں نے بھی اُس جگہ کی زیارت کی پھر اُحد شریف کے دامن سے وادی جن (وادی حلیب، وادی بیضاء) کیلئے روانہ ہو گئے۔

وادی جن:

اسی کو وادی بیضاء بھی کہتے ہیں یہ وہ جگہ ہے جہاں آج بھی اجنہ کا بسیرا ہے اور زمانہ رسالت ﷺ میں بھی سارے اجنہ وہیں رہا کرتے تھے جو مدینہ پاک سے تقریباً ۳۵ یا ۴۰ کیلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جب تاجدار انبیاء سرور عالم ﷺ مدینہ پاک تشریف لائے تو جنوں کی جماعت نے آپ کی مقدس بارگاہ میں حاضری دی اور کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ اِسے وادی حلیب یا وادی بیضاء اس لئے کہتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے غزوۂ تبوک جاتے ہوئے اس وادی میں تھوڑی دیر قیام فرمایا اور ایک ٹیلے پر بیٹھ کر وضو کیا۔ آپ نے جس پتھر پر قدم رکھا وہاں سے دودھ کا چشمہ جاری ہو گیا مولائے کائنات اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس دودھ سے سیرابی بھی حاصل کی۔ دودھ کو عربی میں حلیب بھی کہتے ہیں اس لئے وادی حلیب نام پڑ گیا اور دودھ سفید ہوتا ہے اور سفید کو عربی میں بیضاء کہتے ہیں اس لئے اس وادی کو وادی بیضاء بھی کہا جاتا ہے۔

وادی جن اور اعجاز مصطفیٰ:

حضرت مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب نے اپنی گاڑی سڑک کے نشیبی حصے پر روک دی اور گاڑی سے پانی کا بھرا ہوا بوتل نکالا اور ہم سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا دیکھئے آقائے کائنات کا زندہ وجاوید معجزہ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے بوتل کا پورا پانی اس نشیبی حصے پر انڈیل دیا مگر پانی نشیبی حصے کی طرف بہنے کی بجائے بلندی کی طرف تیزی سے چڑھتا چلا گیا اور ہم لوگ یہ حیرت انگیز منظر اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھتے رہے اور نبی محترم ﷺ کی بارگاہ میں درود کے تحفے نذر کرتے رہے ابھی ہم لوگ کھڑے اس منظر کو دیکھ کر شاد کام ہو ہی رہے تھے کہ ہمارے پیچھے دسیوں بڑی خوبصورت لمبی لمبی گاڑیاں قطار در قطار کھڑی ہو گئیں جس میں اسلامی ممالک کے علاوہ یورپی ملک کے بھی زائرین شامل تھے پھر تو ہر گاڑی کا ڈرائیور اپنی اپنی گاڑیوں سے پانی کا گیلن نکال کر اپنے اپنے زائرین کو یہ منظر دکھانے لگا اور وہ لوگ اس حیرت انگیز منظر کو اپنے موبائل اور کیمرے میں قید کرنے لگے اس کے بعد ہم لوگ وہاں سے سو قدم آگے بڑھ کر وہاں پہنچ گئے جہاں سے پہاڑوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اس سے آگے کوئی راستہ بھی نہیں صرف پہاڑوں کا نورانی قافلہ ہے اور بس وہاں ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر حضرت علامہ ابو الحقانی صاحب قبلہ نے دعائیں کیں اور ہم سب آمین کہتے ہوئے ان کی دعاؤں میں شامل ہو گئے۔

دوسری حیرت۔

جب اس جگہ سے ہم لوگ مدینہ پاک کیلئے لوٹنے لگے تو مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب نے اپنی گاڑی کے گیئر کو نیوٹرل کر کے چابی اپنی جیب میں رکھ لی اور میں چونکہ انہیں کے بازو میں آگے بیٹھا تھا اور مولانا خود گاڑی چلا رہے تھے اور پیچھے والی سیٹ پر مولانا ابو الحقانی، انکی اہلیہ، انکے صاحبزادے اور الحاج محمد نظام الدین رضوی سکتی بیٹھے تھے، مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا مولانا قمر! اب دوسری

حضرت مولانا ابو الحقانی، ان کے صاحبزادے عزیزم ریحان رضا، ان کے برادر اکبر مولانا امجد حسین اور محترم الحاج نظام الدین رضوی سکتی نگر اور فقیر راقم الحروف ایک ساتھ ان کی گاڑی میں بیٹھے اور سب سے پہلے آقائے دو جہاں رحمت عالم ﷺ کے محترم چچا سید الشہداء حضرت سرکار حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دی، فاتحہ پڑھی، جالی شریف کو آنکھوں سے لگایا اور کافی دیر تک دعائیں کرتے رہے اور وہاں سے جبل الرماد پہنچے یہ وہ چھوٹی سے پہاڑی ہے جو اُحد پہاڑ سے ۸۱۵ میٹر کے فاصلے پر ہے اور شہدائے اُحد کے مزارات سے ۸۷ میٹر کے فاصلے پر ہے اس کی لمبائی ۱۷۷ میٹر، چوڑائی ۵۵ میٹر، گولائی ۳۸۱ میٹر اور بلندی ۲۰ میٹر ہے۔ اِسی پہاڑی پر جنگ اُحد کے روز غیب داں پیغمبر سید عالم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں پچاس تیر انداز صحابہ کی صف بندی فرمائی اور ارشاد فرمایا دشمن کے سواروں کو ہمارے پیچھے سے حملہ آور ہونے سے روکنا جنگ کے نتائج کیسے بھی ہوں تم لوگ یہاں سے اپنے قدم بالکل مت ہٹانا۔ مشرکین کو جب ناکامی ہوئی تو اکثر صحابہ نے یہ خیال کیا کہ جنگ ختم ہوگئی۔ لہذا نبی کے فرمان سے منہ موڑ کر مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے اور ادھر مشرکین نے موقع غنیمت سمجھا اور پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے بہت سارے صحابہ شہید ہو گئے اور اسی پہاڑی کے مشرقی دامن میں چھپ کر وحشی کافر نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا اور آپ کو شہید کر ڈالا۔

جب ہم لوگ اس مقام پر پہنچے تو اسلام کی ساری تاریخ نگاہوں میں رقص کرنے لگی، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا صفین لگانا، آقائے کریم ﷺ کا صفوں کو درست کرنا، نصیحت آمیز کلمات کا ارشاد فرمانا، آقا کے بتائے ہوئے مقام سے صحابہ کا ہٹ جانا، ناکامی سے دوچار ہونا، کفار کا زبردست حملہ کرنا، آقا کا زخمی ہونا، دندان مبارک کا شہید ہونا، صحابہ کرام کا اپنے نبی پر پروانہ وار جانیں چھڑکنا، اسلام کی ناکامی ہوتے ہوتے آقائے کونین کی دعاء پر شکست کا فتح میں بدل جانا، ستر صحابہ کا جام شہادت نوش کرنا، سید

الشہداء کے ساتھ ہندہ کا ناروا سلوک ایک ایک کر کے ساری باتیں تاریخ کے روشن دان سے جھانکتی رہیں، دل کا عالم زیروزبر ہوتا رہا اور سب کی آنکھیں برستی رہیں۔ وہاں سے ہم لوگ آگے بڑھے اور بالکل جبل اُحد کے دامن میں پہنچ گئے جہاں مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقائے کونین ﷺ کو ساتھ لیکر آئے، یہاں پہاڑ کا ایک بہت بڑا ٹکڑا اوپر سے لڑھکر نیچے آیا تاکہ نبی رحمت کو سایہ کر سکے۔ جب وہ ٹکڑا تیزی سے نیچے آرہا تھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پنجہ سے اسے روک لیا اور رحمت عالم ﷺ نے اسکے سائے میں آرام فرمایا حضرت مولائے کائنات کے پنجے کا نشان اب تک موجود تھا مگر نجدی خباثت نے اس کے اوپر سمنٹ پوت دیا لیکن نجدی حکومت کے چہرے پر کوئی کالک پوتنے والا نہیں۔ جہاں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی یادوں کا آبگینہ روشن ہے اسے توڑ کر دفن کر دینا آلِ سعود کے نزدیک صحیح اسلام ہے، گویا عشق کا دوسرا نام ان کی لغت میں شرک ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ جن کی گود میں اسلام اترا، جنہوں نے اپنی کوششوں سے اسلام کو کئی براعظموں میں پہونچا دیا اور جن کی ہر سانس قرآن وسنت کی امین رہی آج انہیں کی یادوں کو مٹانا ان کے نزدیک اصل اسلام ہے اور آل سعود کے حکمرانوں اور عیاش بادشاہوں کے نام سے ہزاروں یادگاریں قائم کرنا انکے یہاں ثواب کا رجہ رکھتا ہے اب بھیگی پلکوں کے ساتھ انہیں کے ہم خیال، ہم فکر اور ہم مذہب شورش کشمیری کی تحریر پڑھئے اور سینے پر ہاتھ رکھ کر کھلے دل سے فیصلہ کیجئے کہ جماعت اہلسنت کا عقیدہ اچھا ہے یا ان کا۔

"سعودی حکومت نے عہد رسالت مآب کے آثار، صحابہ کے مظاہر اور اہلبیت کے شواہد اس طرح مٹا دیئے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈ کر محفوظ کرنی چاہیئے تھیں وہ ڈھونڈ کر محو کر دی گئیں ہیں۔ کہیں کوئی کتبہ یا نشان نہیں، لوگ بتاتے ہیں اور ہم مان لیتے ہیں۔ حکومت کے نزدیک اِن آثار، نقوش اور مظاہر و مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے، عقیدۂ توحید کے منافی ہے، سنت رسول کے خلاف ہے، لیکن عصر حاضر کی ہر جدت جدہ ہی میں نہیں پورے حجاز میں

کر مجھے طلب کیا، جب اُن کے کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میرے دیرینہ کرم فرما شہزادۂ شیر گجرات حضرت مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب نظامی اپنے احباب کے ساتھ وہیں تشریف فرما ہیں، کھڑے ہو گئے اور لپک کر سینے سے لگا لیا اور کچھ ثانئے حیرت سے میں ان کو اور وہ مجھے تکتے رہے جب حیرتوں کا طلسم ٹوٹا تو فرمانے لگے آپ! میں نے کہا جی ہاں! آقا نے بلایا ہے، گنہگار حاضر ہے، علامہ ابوالحقانی نے فرمایا انہیں پہچانتے ہو؟ میں نے کہا یہ ہمارے محسنوں میں ہیں، جنہوں نے جامعہ قادریہ مقصود پور مظفر پور سے لے کر جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے علمی کیمپ تک مجھے نہ جانے کتنی بار سہارا دیا یہ کہہ کر ہم دونوں ماضی کی خاک کریدنے میں مصروف ہو گئے اور پھر گفتگو میں اس قدر محو ہوئے کہ یہ بھی خیال نہیں رہا کہ اور لوگ بھی یہاں موجود ہیں۔ اچانک محویت کے سمندر میں ایک کنکر پھینک کر حضرت ابوالحقانی صاحب نے اپنی طرف مخاطب کیا اور فرمایا ''تیار رہنا کل مولانا اپنی گاڑی سے زیارت گاہوں تک لے کر چلیں گے۔ اب بڑی بے چینی کے ساتھ اس کل کا انتظار ہوتا رہا صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر ہم لوگ چائے پی رہے تھے کہ مخلص گرامی حضرت مولانا قاری عطاء المصطفیٰ صاحب اپنی گاڑی لے کر ہوٹل پہنچ گئے اور چند ثانئے کے بعد ہم سب کو لیکر شہر نور کی زیارت کے لئے نکل پڑے۔ مولانا موصوف فطری طور پر خوش اخلاق ہونے کے ساتھ خوش لباس بھی ہیں۔ عربی طرز کے پوشاک میں ملبوس خود گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے، کئی سالوں سے مدینہ پاک میں قیام کی وجہ سے زبان میں بہت ہی لطافت وسلاست آگئی ہے۔ اشرفیہ مبارکپور سے فضیلت کی سند حاصل کی ۔ عالم درجات تک دارالعلوم غریب نواز الہ آباد خطیب مشرق، پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کے آغوش علم وفضل میں تربیت پاتے رہے، اسلئے تدریسی صلاحیت کے ساتھ قلمی شعور بھی اچھا ہے۔ الجامعۃ الاشرفیہ کے دور طالب علمی میں ماہنامہ قیادت نکالا کرتے تھے جو کافی مقبول تھا، زبان بھی نہایت پاکیزہ، سنجیدہ لب ولہجہ میں بڑی خوبصورت تقریر کرتے ہیں۔ آپ کے والد محترم شیر گجرات حضرت علامہ اسحاق صاحب علیہ الرحمہ اپنی جماعت کے

بڑے جید عالم، بہترین مناظر، فقہ وافتا کے ماہر اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔ ایک عرصے تک دارالعلوم شاہ عالم گجرات میں رئیس الاساتذہ کی مسند کو زینت بخشتے رہے۔ آپ کو محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ شاہ سید سردار احمد قدس سرہ سے خاص شرف تلمذ حاصل تھا۔ ایک سے ایک قابل اور ذی استعداد شاگرد پیدا کئے اس قدر نامور ہستی ہمارے درمیان سے چلی گئی مگر تاریخ میں کہیں ان کا نام ونشان تک نہیں ہے ؏

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

آج ضرورت ہے تاریخ کے سمندر کو کھنگالنے کی جس میں ان کی سیرت وکردار کے درخشاں موتی پوشیدہ ہیں اگر ان موتیوں کو غفلت کے سمندر سے نکالنے میں ہم کامیاب ہو گئے تو نئی نسلوں کو ان کی فکر وعمل کی کرنوں سے اُجالا کشید کرنے میں بڑی آسانی ہوگی۔

جبل احد شریف:

مسجد نبوی شریف سے اس مقدس پہاڑ کا فاصلہ چار کیلومیٹر ہے اس کی لمبائی ۴۴ر کیلومیٹر، چوڑائی چودہ کیلومیٹر اور اس کی گولائی ۱۹/ کیلومیٹر اور سطح زمین سے اس کی اونچائی ۳۰۰/ میٹر ہے۔ یہ پہاڑ مدینہ منورہ کی حدود میں شمالی جانب واقع ہے۔ اسی مبارک پہاڑ کو دیکھ کر آقائے کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور سرور دو عالم ﷺ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اپنے ساتھ لیکر اس پہاڑ کے اوپر تشریف لے گئے۔ پہاڑ ہلنے لگا آپ نے ایک ٹھوکر ماری اور ارشاد فرمایا پہاڑ ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ فوراً پہاڑ کا ہلنا بند ہو گیا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

یارسول اللہ، الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ، الصلوۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ، الصلوٰۃ
والسلام علیک یا نور اللہ کا پاکیزہ نغمہ زبان پر مچلنے لگا، پھر تھوڑا آگے بڑھے اور آپ کے یار غار
حضرت سیدنا سرکار ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں حاضر ہوکر ان کی بارگاہ
میں سلام کا نذرانہ پیش کیا، پھر آگے بڑھے اور خلیفہ دوم حضرت سیدنا سرکار عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی خدمت میں سلام کا تحفہ پیش کیا اور کچھ وقفے کھڑے ہوکر دعائیں کرتے رہے اور کرم
کی بھیک لے کر باب بقیع سے باہر آگئے۔ پھر باب جبریل سے داخل ہوکر ریاض الجنۃ،
محراب شریف، چبوترہ فاطمہ، اصحاب صفہ ان تمام مقدس مقامات پر بہ توفیق الٰہی اپنے رب
کے حضور سجدوں کے نذرانے پیش کرتے ہوئے ایک بار پھر قدم پاک میں سلامی دے
کر حسب ظرف آج کی برکتوں کو سمیٹ کر قیام گاہ کی طرف لوٹ آئے۔

ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم لوگ جنت البقیع شریف حاضر ہوئے جو چوطرفہ
تقریباً پانچ کیلومیٹر میں پھیلا ہوا مدینہ پاک کا وہ مقدس قبرستان ہے جس جگہ ہر لمحہ، ہر آن
رحمت خداوندی کی موسلا دھار بارش ہوتی رہتی ہے مگر نجدی حکومت کی خباثت اور ذلیل حرکت
کو دیکھ کر دل بیٹھ گیا جہاں حضرت سیدنا سرکار عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تقریباً دس ہزار
اجلہ صحابہ، حضرت سیدہ فاطمہ، حضرت رقیہ، حضرت حسنین کریمین، حضرت امام زین
العابدین، حضرت جعفر صادق، امہات المومنین میں حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ،
حضرت سودہ، حضرت ام سلمہ، حضرت ام حبیبہ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں
حضرت حلیمہ سعدیہ، حضرت سیدنا سرکار امام مالک اور ان کے علاوہ مقدس صحابیات،
تابعین اور صالحین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی آخری آرامگاہ ہے لیکن کسی کی قبر کا اب
وجود محفوظ نہیں ہے۔ اِن سب کو نجدی حکومت نے مٹی کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا ہے۔
ہمارے یہاں عام مسلمانوں کی قبریں عزت وحرمت کی نظروں سے دیکھی جاتی ہیں
مگر جہاں وہ آرام کر رہے ہیں، جن کے لئے جناں کی بہاریں اور فردوس کی رعنائیاں
دامن پسارے کھڑی ہوں ان کی پاک تربت کا نشاں تک مٹا دینا نجدی حکومت اور وہابی

مذہب میں عین ایمان ہے۔ پروردگار عالم ایسے گندے عقیدے کے آزار سے بچائے۔
حیرت ہے کہ جن بابرکات شخصیات کے قدموں سے عرب کی عظمتیں زندہ ہیں، اس
سرزمین کا وقار بلند ہے اور جہاں جہاں ان کے پاؤں کے نقوش پڑے ہیں وہاں سے آج
بھی رحمت ونور کے سوتے پھوٹ رہے ہیں ان سے محبت اور ان سے تعظیم ان کے نزدیک
شرک اور ان پاکیزہ یادگاروں کو مٹانا ایمان کا قیمتی حصہ ہے جبھی تو تاجدار اہل سنت، شہزادۂ
اعلیٰ حضرت سیدی مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ نے یہ دعا کی تھی

ترے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد
الٰہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے

قانون ساز پیغمبر ﷺ اور ان کے صحابہ نے جو ایمان وعقیدہ کا آبگینہ دیا تھا وہ
ٹوٹ کر بکھر جائے اس کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔ مگر یورپ کی تقلید اور ان کی شقاوت ازلی
کا جن انکی بوتل سے نہ بھاگنے پائے کیا قرآن وحدیث سے وفاداری اسی کا نام ہے کہ دس
ہزار سے زائد مقدس صحابہ وصحابیات رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے مزارات کو ڈھا دیئے
جائیں جن سے اسلام کی چودہ سو سالہ روشن تاریخ کی کڑیاں ملتی ہیں ان کڑیوں کو خاک میں
ملا دیا جائے اور شرک کے نام پر عشق رسالت اور عظمت صحابہ کا سودا کیا جائے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

الحمد للہ! آٹھ دنوں سے زائد مدینہ شریف میں قیام کرنے کی سعادتیں میسر آئیں
اور چالیس وقتوں سے زائد نماز پڑھنے کا موقع نصیب ہوا اِسے تقدیر کی معراج ہی کہئے کہ
روزانہ ریاض الجنۃ، محراب رسول، چبوترہ فاطمہ اور اصحاب صفہ پر نماز پڑھنے کے خوبصورت
اور پاکیزہ لمحات فراہم ہوتے رہے۔

مدینہ شریف پہنچنے کے دوسرے دن بعد نماز عشاء مسجد نبوی شریف سے واپسی پر
اپنے روم میں بیٹھا کچھ پڑھ رہا تھا کہ حضرت مولانا ابوالحقانی صاحب نے ایک آدمی کو بھیج

نازِ رحمت کا آستانہ پُر نور، کہاں عصیاں شعار سر سے پاؤں تک گناہوں میں لت پت اور
کہاں وہ دربار جہاں عرشیوں کے سلام آتے ہیں آخر تمہارے پاس کیا ہے جو قدموں میں
نذر کروگے جسم کا رُواں رُواں خطاؤں کے سمندر میں غوطہ زن ہے کس منہ سے اس دربار
میں جارہے ہو جہاں جنید و بایزید، رومی و جامی اور رازی و غزالی کی سانسیں اکھڑنے لگتی ہیں
ابھی انہیں خیالوں میں گم کتابِ ہستی کے ورق الٹ ہی رہا تھا کہ شہر نگاراں بریلی شریف
سے آواز آئی:

اسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں
اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے
وہ سرگرم شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کا عطر، صندل کی زمیں رحمت کی گھانی ہے

جب نیچی نظر کی تو دیکھا احساس کم مائیگی کی زنجیریں قدموں سے ٹوٹ کر بکھر چکی
ہیں اور ایسا محسوس ہوا کہ کوئی اندر سے آواز لگا رہا ہے قمر الزماں بڑھو آگے بڑھو! کیا اب بھی
حسرت و یاس کے دامن سے لپٹے رہو گے، اب تم وہاں پہنچ چکے ہو جہاں بدعملی کی سیاہ رات
کو دور کر کے حسن عمل کا اجالا تقسیم کیا جاتا ہے، اُس روحانی شفاخانہ تک آچکے ہو جہاں دردِ
عصیاں سے بے قرار مریض ایک آن میں اچھا چنگا ہو جاتا ہے۔ اس دامن کی پناہ میں آگئے
ہو کہ صدر قیامت کے سپاہی بھی ہزار تلاش کے باوجود سراغ نہیں لگا پاتے، اس سلطان دارین
کے در پر کھڑے ہو جہاں منگتے کی جھولیاں بھی بھری جاتی ہیں اور دعائیں بھی دی جاتی ہیں،
اس جانِ مسیحا کے قدموں میں کھڑے ہو جن کے دامن کی ہوا سے مردے جی اٹھتے ہیں،
بڑھو، بڑھتے رہے یہ تمہاری کثافت روح کا دھوکہ ہے، ظلمات نفس کا فریب ہے اگر تمہاری
زندگی تاریک ہے تو کیا ہوا تو اس آفتاب رسالت کے سامنے کھڑا ہے جو آج سے چودہ سو
سال پہلے حضرت عبد اللہ کے آنگن میں طلوع ہوا تھا اور جب سے اب تک چمک رہا ہے
تو بھی اس کرن سے قلب کی سیاہی کو دور کر لے، یہ دیکھو اب دم بھر میں ان کے نسیم فیض سے

دلِ بیتاب کی کلیاں کھلنے والی ہیں، رحمتوں کا گلاب مسکرانے والا ہے، وہ دیکھو سرکار ہم
اسیروں کی طرف تبسم فرماتے آرہے ہیں، تمہارے خرمن عصیاں پہ بجلی گرنے والی ہے،
سوکھے جانوں پہ کرم کا چھڑکاؤ ہونے والا ہے، بڑھ رحمت کے سمندر میں ڈوبکیاں لے اور
خوب جی بھر کے نہا اور اس طرح صاف ستھرہ ہو جا کہ قلب و روح پر گناہوں کا کوئی میل کچیل
باقی نہ رہے۔

ہم لوگ بابِ مجیدی سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے، مسجد نبوی شریف
اپنی عظمت و شرافت میں مسجد حرام کے بعد سب سے اہم ہے اور طرز تعمیر کے اعتبار سے بھی
اپنا ثانی نہیں رکھتی، اس کے اکتالیس دروازے، دس منارے، پانچ ہزار چھ سو چھیاسٹھ
ستون اور ستائس ایسے گنبد ہیں جو اپنی جگہ سے سرک جاتے ہیں اور پوری مسجد نبوی شریف
کے اندر اجالا پھیل جاتا ہے، وہاں پہنچ کر ہم لوگوں نے دو رکعت نماز نفل ادا کی، دعائیں مانگیں
اور پھر باب السلام کے قریب پہنچے۔ یہیں پہ خلیفہ اول حضرت سیدنا سرکار ابوبکر صدیق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا جو اب مسجد نبوی شریف میں شامل ہو چکا ہے اور یہیں سے رحمت و
شفاعت کی ساری دنیا نظر آنے لگتی ہے۔ یہاں سے ندامت کے آنسو بہاتے، گناہوں پہ
لجاتے اور اپنی بداعمالیوں کو یاد کرتے، روتے، سسکتے اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے وہاں پہنچ
ہی گئے جس کے بارے میں سارے فقہائے کرام کی رائے ہے کہ زمین کے جس حصے سے
تاجدار انبیاء، سید المرسلین حضور رحمت عالم ﷺ کا جسم پاک لگا ہے وہ زمین کا سب افضل
ترین مقام ہے یہاں تک کہ وہ کعبہ و عرش سے بھی بڑھ کر ہے۔ دیکھا لاکھوں گنہگار جالی کے
قریب دامن پھیلائے رحمتوں کی بھیک طلب کر رہے ہیں، آنکھوں سے آنسوؤں کے
جھرنے بہہ رہے ہیں، جُرم پہ لجائے ہوئے اپنے عصیاں سے رہائی کی دعائیں مانگ رہے
ہیں ادھر نور کی جالیوں میں آرام فرما آقا اپنا دست کرم بڑھا بڑھا کر منگتا کے خالی دامن کو
بھرتے جارہے ہیں، نجات کا پروانہ اور شفاعت کی سند بھی عطا کر رہے ہیں ہم لوگ بھی
انہیں بھکاریوں کی صف میں دست بستہ باادب کھڑے ہو گئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

جب ہمارا طیارہ مدینہ پاک کی فضائی سرحد میں داخل ہوا سب کی زبان پر درود وسلام کے نغمے مچلنے لگے، دل بے تاب کے ہر تار سے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں، جیسے جیسے ہوائی جہاز ارض نور سے قریب ہورہا تھا دل کی دھڑکنیں تیز سے تیز تر ہوتی جارہی تھیں، نگاہوں میں عشق کا خمار چھاتا چلا جارہا تھا اور پورا وجود سرور کے نشے میں شرابور تھا۔ ظاہر ہے اب ہم لوگ اس سرزمین پر اتر چکے ہیں جہاں دل، دماغ اور نظریں سبھی باوضو ہوں، جہاں آنکھوں سے بھی چلنا بے ادبی ہے، جہاں فردوس کی بہاریں بھی بھیک لینے کے لئے دوڑ رہی ہیں اور جہاں کہکشاں دامن پسارے اجالوں کی خیرات مانگ رہی ہے۔ جوں ہی ہم لوگ ائیر پورٹ سے باہر نکلے تو الحاج اکرم قادری کے چھوٹے بھائی الحاج نیاز احمد، امتیاز احمد اور ان کے دوست الحاج عبدالواحد باہر کھڑے تھے۔ بڑے پُر تپاک لہجے میں بغل گیر ہوئے۔ مصافحہ، معانقہ کے بعد الحاج نیاز احمد نے ہونٹوں پہ تبسم بکھیرتے ہوئے کہا حضرت! آپ نے مجھے پہچانا میں نے پونے میں بارہا آپ کی تقریریں سنی ہیں، میں نے اثبات میں سر ہلا دیا مگر اندر ہی اندر پشیماں بھی تھا کہ جو مجھے اتنا قریب سے جانتا ہو اس کی کوئی شبیہ میرے ذہن میں نہیں ہے، ہاں البتہ ان کے بڑے بھائی محترم جناب اکرم صاحب کو ضرور پہچانتا تھا اس کی وجہ یہ کہ اُن سے کئی بار محترم الحاج نثار احمد رضوی صاحب کے دولت کدے پر ملاقات ہو چکی تھی۔ مولیٰ کریم سے دعاء ہے کہ پروردگار نیاز احمد، امتیاز احمد اور عبدالواحد صاحبان کو خوش رکھے اور ان کے رزق حلال میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے۔ اِن حضرات نے ائیر پورٹ پر بڑی مدد فرمائی۔ دو تین گاڑیاں بلوا کر پورے وفد کا سامان ان گاڑیوں پر لدوایا اور پھر ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے جہاں ہم لوگوں کے قیام کا انتظام تھا۔ اب ہماری گاڑیاں مدینہ کی شاہراہوں کو چومتی ہوئی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ کشادہ، صاف ستھری اور خوبصورت سڑکیں، سڑکوں

کی بیچ میں کھجوروں کے درخت اور اس پر برقی قمقمے گویا ہم سب ان شاہراہوں سے گذر رہے تھے جہاں کہکشاں، چاند، ستارے اور خاور بھی اپنا راستہ بھول جاتے ہیں۔ ہر طرف نور کے پھوارے جاری ہیں۔ نور کے شامیانے تنے ہیں اور ہر گلی کوچہ نور کی برکھا سے جل تھل ہے سب کے لبوں پر درود وسلام کا ترانہ ہے چونکہ ہوٹل کا راستہ گنبد خضریٰ سے قریب ہو کر تھا جیسے ہی گنبد خضریٰ پہ نظر پڑی دل کا عالم زیر وزبر ہونے لگا۔ نگاہوں نے جھک کر سجدہ کیا۔ اب کعبے کا کعبہ سامنے ہے، دلوں کا قبلہ روبرو ہے کچھ ہی لمحے کے بعد ہم لوگ شارع ابوذر غفاری ہوٹل جواھر ساترہ پہنچ گئے جو مسجد حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مغربی حصے پر واقع ہے یہاں بھی گاڑیوں سے سامان اتارنے اور ہوٹل تک پہچانے میں اُن تینوں مذکورہ حضرات نے بڑی مدد فرمائی جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

فجر کا وقت ہو چکا تھا اس لئے وضو کیا اور ہوٹل میں ہی نماز ادا کر لی گئی پوری رات جاگنے کی وجہ سے تھکاوٹ کا احساس اور ادھر جلد سے جلد جنت کی کیاریوں میں پہنچنے کی بے تابی، ایک، دو گھنٹے نیند لینے کے بعد فوراً سبھی لوگ بیدار ہو گئے، غسل وغیرہ سے فارغ ہوئے، ناشتہ کیا، نئے کپڑے بدلے، عطر لگائے اور جماعت اہل سنت کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ کے ہمراہ پورا قافلہ روضۃ النبی ﷺ کی طرف چل پڑا۔ ڈر سے پورے جسم پہ لرزہ طاری ہے، دل خوف سے پتہ سا اُڑا جارہا ہے، بار بار اپنے گناہ یاد آرہے ہیں، خطاؤں کا دفتر سامنے ہے، ضمیر اندر سے ملامت کر رہا ہے اے روسیاہ! تو کہاں جارہا ہے جو کائنات کی سب سے بڑی بارگاہ ہے خدائے وحدہ لاشریک کے بعد کونین میں اس سے بڑی کوئی بارگاہ نہیں ہے جہاں آٹھوں پہر ملائکہ باادب درود وسلام کے گجرے پیش کرتے ہیں جس کی چوکھٹ مطلع ہر سعادت اور مرکز برکات ہے، یہاں گلشن رسالت کا وہ گلاب ہے جس کی بھینی بھینی خوشبو سے فرش تا عرش بسا ہوا ہے، گل خلد جہاں تازہ بہار لینے کے لئے دامن پسارے آتا ہے، یہاں کی رات اتنی پیاری جس کی چمک سے صبح بھی اجالوں کی بھیک مانگ رہی ہے، کہاں تم ذرۂ بے مقدار، روسیاہ، کم مایہ اور کہاں نبی

ہر رگ و پے میں دوڑنے لگتا ہے۔ اپنا شعر

مرے جذب وشوق کو اے خدا نہ ادھر ادھر کی تلاش ہے
جو دیارِ نور میں لے چلے اسی بال و پر کی تلاش ہے
ترے عشق میں اے شہہ شہاں میں بھٹک رہا ہوں کہاں کہاں
ترے شہر کا جو سراغ دے اسی رہگذر کی تلاش ہے

تقریباً ۴ گھنٹے کی پرواز کے بعد طیارہ ریاض ائیر پورٹ پہنچا جو حکومت سعودیہ کی راجدھانی ہے۔ ریاض کا اصل نام نجد ہے جہاں سے غیب داں نبی ﷺ نے فتنہ اٹھنے کی خبر دی تھی۔ یہ بھی سعودیہ کے نفاق کا واضح اشارہ ہے کہ جسے رسول محترم نبی مکرم ﷺ نے فتنوں کی سرزمین بتایا آج نجدیوں نے وہاں دار السلطنت قائم کر کے عداوت کا پورا ثبوت فراہم کر دیا۔

ریاض سے ہم لوگوں کو دوسرے طیارہ کے ذریعہ مدینہ منورہ جانا تھا، یہاں بھی ہوائی جہاز میں داخلہ سے پہلے انہیں زحمتوں سے دوچار ہونا پڑا جنہیں ہم لوگ ممبئی ائیر پورٹ پر جھیل آئے تھے، دوہری پریشانی یہ کہ ممبئی کے مقابلے یہاں کی قطاریں بہت لمبی تھیں مگر مہربانی یہ ہوئی کہ ایرپورٹ کا ایک شخص ''عمرہ عمرہ'' کی آوازیں لگا رہا تھا اس کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جو لوگ عمرہ کے لئے جا رہے ہیں وہ لوگ لائن الگ بنالیں۔ یہ سن کر جان میں جان آئی اور ایک لمبے عذاب سے نجات ملی۔ اس قانونی کاروائی سے فرصت پانے کے بعد ہم سب نے عشاء کی نمازیں ادا کیں، ہلکا ناشتہ اور چائے بھی لے لی چونکہ دوسرے طیارہ کو اڑان بھرنے میں ایک دو گھنٹے کا وقفہ تھا۔ چائے سے فراغت کے بعد دیار نور میں جانے والے طیارہ پر بیٹھ گئے۔ جن آرزؤں کی تکمیل اور تمناؤں کی جستجو میں کتنی بار ارمانوں کا سفینہ ساحل سے لگا اور ڈوب گیا، حسرتوں کے کتنے چراغ جلے اور بجھ گئے، امیدوں کے کتنے ستارے طلوع ہوئے اور غروب گئے اب چند ساعتوں کے بعد آرزؤں کا گلاب کھلنے والا ہے اور دنیا کی سب سے بلند ترین چوکھٹ پر پہنچ کر وجود رحمتوں کی چاندنی میں شرابور ہونے

والا ہے جس کی سربلندی کے آگے عرش و کرسی کی اونچائی بھی ہاتھ باندھے کھڑی نظر آرہی ہے اور جہاں رحمت پہلے سے دامن پھیلائے سیہ کاروں کی راہ تک رہی ہے۔

اس در کی حضوری ہی عصیاں کی دوا ٹھہری
ہے زہر معاصی کا طیبہ ہی شفاخانہ

اب چند ثانیے کے بعد ہمارا طیارہ اس نوری فضا میں رقص کرنے والا ہے جہاں کے غبار میں پروردگار نے وہ برکت رکھی ہے کہ اگر انسانیت کے چہرے پر مل دیا جائے تو گناہوں کے سارے داغ دھبے دور ہو جائیں، جہاں ہر چراغ مزار قدسی پر پروانہ وار پھرتے ہیں، جہاں کی گلیاں جنت بداماں ہیں، جہاں کے ذروں سے آنکھ ملانے کے لئے آفتاب و ماہتاب بھی شرماتے ہیں، جہاں کی فضاؤں میں نبی رحمت ﷺ کی شفاعت کی خوشبو رچی بسی ہے، جس کی آغوش میں دس ہزار سے زائد صحابہ کی سعید روحیں محو استراحت ہیں جن کی موت کو قرآن زندگی سے تعبیر کر رہا ہے، جس کی صبح میں انکی تلاوت کے پاکیزہ لہجے آج بھی گونج رہے ہیں، جس کی شام میں ان کی زلفوں کی سیاہی کی چمک کل کی طرح آج بھی محفوظ ہے اور جہاں کی زمین عرش سے زیادہ نازک تر ہے، قسمت کی ارجمندی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ کونین کا مسیحا بیمار اور مضطرب روح کو نسخہ شفا عطا کرنے کے لئے اذن حضوری سے مشرف کر چکا ہے اور اپنے نوری قدموں میں بلا کر نجات و شفاعت کا پروانہ بھی عطا کرنے والا ہے، کہاں اپنی سیہ کاری، عصیاں شعاری، بے عملی، داغ معصیت سے پورا جسم داغدار، گناہوں سے پوری زندگی بوجھل، کہاں یہ روسیاہ اور کہاں وہ مدینے کی مقدس فضا، گنبد خضریٰ کے پُرنور سائے، انوار الٰہی کا مرکز و مصدر اور وہ مقدس آستانہ جہاں ملائکہ ہر گھڑی کشکول تمنا لئے حاضر، یہ سوچ کر پورا وجود عرق ندامت سے غرق کہ حسان الہند، عاشق رسول، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ یاد آئے۔ انکے کرم نے دستگیری کی اور یہ شعر زبان پر مچلنے لگا۔

پورے یورپ وایشاء میں انفرادی شان کے مالک ہیں۔ آیات قرآنی اور احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں جب خطاب شروع کرتے ہیں تو پورے مجمع پر نکہت ونور کی بارش ہونے لگتی ہے، کیف ومستی کا عالم چھا جاتا ہے اور پوری محفل عشق رسول کی خوشبوؤں میں نہانے لگتی ہے، بارہا ان کی مجلس خطاب میں شرکت کا موقع ملا کتنی آنکھوں کو برستے دیکھا اور کثافتِ روح کو نگاہوں کے راستے بہتے دیکھا۔ مولانا ابوالحقانی صاحب اپنی اہلیہ، اپنے صاحبزادے عزیزم ریحان رضا، برادر اکبر مولانا امجد حسین اور اپنے ایک معتقد خاص الحاج نظام الدین رضوی گیاوی کے ساتھ پہلے ہی سے ایرپورٹ پر موجود تھے۔ ہم لوگوں کے پہنچتے ہی برس پڑے اور برسنے کی وجہ بھی معقول تھی اسے تو اللہ کریم کی مہربانی اور شہنشاہ دارین علیہ السلام کا فیضان کہئے کہ کاؤنٹر خالی ہونے کی وجہ سے گھنٹوں کا کام لمحوں میں ہوگیا اور نہایت تیزی کے ساتھ سارے کاغذی امور انجام پا گئے، محترم الحاج نثار احمد صاحب نے ہوشیاری یہ کی تھی کہ امیگریشن کے سارے فارم گھر پر ہی بھر لئے تھے اس لئے بڑی آسانیاں پیدا ہوگئیں۔

ابھی تک ہم نے خطیب مشرق پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی تالیف ''دیوبند کی خانہ تلاشی'' پڑھی تھی جس میں حضرت نے بدعقیدوں کے باطل نظریات کی بہت واضح انداز میں نقاب کشائی کی ہے۔ انہوں نے جس خوبصورت انداز میں گمراہ جماعتوں کا تعاقب کیا ہے یہ انہیں کے قلم کا حصہ ہے۔ جب جماعت اہل سنت کے عقیدے کے ثبوت میں آیات قرآنی، احادیث مصطفےٰ ﷺ اور اقوال ائمہ پیش کرتے ہیں تو لگتا ہے کہ ان کا قلم نور اگل رہا ہے، فکر کی طہارت اور علم کا طنطنہ قلم کی سیاہی کو اپنے حصار نور میں لئے ہوئے ہے اور جب باطل فرقوں کے بطلان پر اپنے خامہ کو حرکت دیتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ کلک رضا بنکر اللہ کا غضب برسا رہے ہیں اور اسی کے برعکس خامہ تلاشی کے کالمز پڑھے جو جام نور کا ادبی گوشہ تصور کیا جاتا رہا جس نے اکابر کی پگڑیاں اچھالنے میں بڑا سیاہ کردار ادا کیا ہے اور نئی نسلوں کو اپنے بڑوں کی بارگاہ کا اتنا باغی اور جری بنا دیا کہ

اب ان کے ایمان وعقیدہ کی سلامتی کی دعا کرنی چاہئے، تنقید کے نام پر ہر لمحہ تخریب کے نشیمن تعمیر کرنا ان کے پندار علم اور نخوت فکر کا اصل اہداف تھا۔ خدا بھلا کرے پیغام رضا کے مدیر اعلیٰ مولانا رحمت اللہ صدیقی اور ان کے رفقائے تحریر کا جنہوں نے بہت بڑے طوفان کا رخ موڑ دیا سکون کے سمندر میں کنکر پھینک کر جو اضطراب پیدا کرنے کی ناپاک کوشش کی تھی اس کوشش کو ان حضرات نے ناکام بنا دیا۔

اب تیسرا مرحلہ طیارہ میں داخلہ سے پہلے جامہ تلاشی کا تھا جو اللہ کرکے بحسن وخوبی تمام پایا اور ہم لوگوں نے سعودی ایئرلائنس کے طیارہ نمبر SV.1432-748 میں داخل ہو کر اپنی نشستیں محفوظ کرلیں اور وایا ریاض شہر نور کے لئے روانہ ہوگئے۔ ہم لوگوں کا طیارہ ۳۵/ ہزار فٹ کی بلندی پر فی گھنٹہ ۹۳۰ کلومیٹر کی رفتار سے چل رہا تھا۔ مجھے مولانا ابوالحقانی صاحب قبلہ کے بازو میں جگہ ملی پورے سفر میں حج وعمرہ کے مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ مولانا موصوف اس سے پہلے الکوثر ٹورز چلا چکے ہیں اس لئے مسائل پر گرفت کے ساتھ ان کے تجربات کی دنیا بھی نہایت وسیع ہے۔ یہ ہم سب کی خوش بختی کہئے کہ پہلے مدینہ پاک کی حاضری سے مشرف ہونا تھا اور ہندوستان واپسی بھی مدینہ منورہ سے تھی اور یہی دل مبتلائے عشق کی تمنا بھی کہ

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

طیارہ میں جیسے ہی سوار ہوا چالیس سالہ زندگی میں جو درد وکرب، رنج والم، کلفت وغم اور مصیبتیں درپیش ہوئیں سب یکلخت بھول گیا۔ یاد رہیں تو صرف اور صرف بطحا کی گلیاں، گنبد خضریٰ کے رحمت پاش سائے، نور برساتی پیاری پیاری جالیاں اور مسجد نبوی شریف کے پُرنور منارے، جس کی یاد میں ایک عاشق صادق آنکھوں آنکھ میں کئی کئی راتیں نکال دیتا ہے۔ ایک مومن کامل کی ساری آرزوں کا مرکز تاجدار کونین کی چوکھٹ ہے جہاں پہنچ کر موت کو زندگی کا مزہ ملتا ہے، غم کو خوشی کا احساس ہوتا ہے اور درد خود دوا بن کر جسم کے

روانگی سے لیکر واپسی تک انہوں نے جس اخلاص، محبت، ادب اور اکرام سے نوازا اسکا بہتر صلہ میرا رب ہی عطا کرے گا۔ میں تو ان کے حق میں یہ دعا کرتا ہوں۔

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے

خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

۱۱ جون ۲۰۱۱ء کی دوپہر میں حضرت مفتی ایاز احمد صاحب نے جامعہ قادریہ میں ظہرانہ اور استقبالیہ پروگرام رکھا۔ مولانا عبدالرحیم میمن جو جامعہ کے موجودہ صدر ہیں دو روز قبل عمرہ کے مبارک سفر سے واپس ہوئے تھے تو ان کی آمد اور میری روانگی پر مفتی صاحب نے یہ اہتمام فرمایا اور بے پناہ اعزاز سے نوازا یہ ان کی محبتیں تھیں، پروردگار عالم انہیں بھی دارین کی برکتوں سے سرفراز کرے۔ آمین ثم آمین۔

اس مقدس سفر میں بھائی نثار احمد کی خوش دامن صاحبہ اور ان کے برادر نسبتی جناب ماسٹر جمال شیخ بھی شریک تھے جن کی رہائش گاہ ایروڑہ پونہ میں ہے۔ ۱۲/ جون بعد نماز مغرب ان کے یہاں عشائیہ اور استقبالیہ پروگرام تھا وہاں پہنچا تو ان کے بڑے بھائی جناب اقبال صاحب دروازے پر کھڑے بے تابی سے میرا انتظار کر رہے تھے جیسے پہنچا گلے سے لپٹ گئے سال گذشتہ عرس رضوی کی حاضری میں پونہ سے بریلی شریف تک وہ ساتھ ساتھ تھے جیسے لپک کر گلے ملے ماضی کی یادیں روشن ہوگئیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ کے آستانہ کی حاضری، ہوٹل کے پاکیزہ لمحات، حضور تاج الشریعہ اور محدث کبیر کی زیارتیں، علمائے کرام سے ملاقات، ایک ایک کر کے ساری باتیں ذہن کے دریچے سے جھانکتی رہیں اور ہم لوگ بریلی شریف کی نور لٹاتی فضا میں کھوتے چلے گئے۔

۱۳ / جون بھائی نثار احمد کے والد محترم الحاج شریف احمد رضوی کے گھر ناشتہ کی دعوت تھی جو اسی بلڈنگ میں تیسری منزل پہ رہتے ہیں، وہیں شیخ اظہار احمد حشمتی اور امتیاز احمد رضوی بے چینی سے میرا انتظار کر رہے تھے، ناشتہ کے بعد گل پوشی کی رسم ادا کی گئی۔

ناشتے کے بعد فوراً ممبئ ایرپورٹ کے لیے روانہ ہونا تھا دو بڑی گاڑیاں اور ایک کار لگی ہوئی تھی دونوں بڑی گاڑیوں میں نثار بھائی کے جملہ اہل خانہ اور کار میں میں اور ان کے دونوں بچے بیٹھ گئے۔ اس مبارک سفر میں الحاج نثار احمد کی اہلیہ، ان کی بچی اور دونوں بیٹے بھی شریک تھے۔ تقریباً ۱۰/ بجے دن پونہ سے ممبئ کیلئے روانہ ہوگئے۔ پونہ ہائی وے پر آتے ہی گاڑیاں ایک سو بیس کی رفتار میں دوڑنے لگیں۔ لیکن جیسے ہی پنویل پہنچے ٹرافک کی بھیڑ بھاڑ دیکھ کر دل دھک سے ہو کر رہ گیا، ایک طرف شہر نور کا سفر، گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی پیاری چھاؤں میں جلد سے جلد پہنچنے کی لپک اور دوسری طرف یہ جان لیوا ٹرافک، بھیڑ کو دیکھ کر ایسا لگا کہ پوری زندگی ایک مرکز پہ آ کر ٹھہر گئی ہو۔ میلوں بس، کار اور دیگر سواریوں کی لمبی قطاریں دیکھ کر دل بار بار ڈوبا جا رہا تھا لیکن دل کا تار سنہری جالیوں سے اس قدر جڑا تھا کہ فوراً تکلیف مسرت میں میں بدل جاتی۔ پنویل سے سہار ایرپورٹ کا سفر ہم لوگوں نے تقریباً ۴/ گھنٹے میں طے کیا جبکہ ٹرافک کا نظام اگر درست ہوتا تو یہ سفر بہ مشکل ایک گھنٹہ میں طے ہوتا۔ پریشانی اس لئے بھی دوچند ہو رہی تھی کہ اسی دن ساڑھے سات بجے شام کی فلائٹ تھی اور تین گھنٹے قبل ایرپورٹ پہنچ جانا تھا، کیوں کہ پرواز سے پہلے بہت ساری قانونی کاروائیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ مختلف مقامات پر پاسپورٹ کی چیکنگ کرانی پڑتی ہے اور اس کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں، ادھر ٹرافک کا نظام درہم برہم ہونے کی وجہ سے یہ تاخیر ہم سب کے لئے سوہان روح بنی ہوئی تھی۔ خیر خدا خدا کر کے پرواز سے تقریباً دو گھنٹے قبل ہم لوگ ائیرپورٹ پہنچ گئے، اس ٹور میں ۲۷/ افراد شامل تھے جو دیگر صوبوں سے آئے ہوئے تھے، چونکہ سب کے پاسپورٹ اور ویزے کی کاپیاں انہیں کی تحویل میں تھیں، اس لئے سبھی لوگ دیدہ و دل بچھائے بڑی بے چینی سے الحاج نثار احمد رضوی کی راہ تک رہے تھے۔ اس نوری قافلے کے سالار جماعت اہل سنت کے عظیم قائد، شہرۂ آفاق خطیب حافظ احادیث کثیرہ حضرت مولانا الحاج محمد حسین ابوالحقانی صاحب قبلہ زید مجدہٗ تھے جو اپنی پاکیزہ زبان و بیان، شیریں لہجہ، خوبصورت انداز اور روح کی خلوتوں میں جھانکنے والی خطابت کی وجہ سے

ماسٹر امجد رضا نوری ان دنوں الیکشن کی ڈیوٹی پر کہیں مامور تھے، دونوں ماموں جناب محترم رضاء الحق رضوی اور محترم ڈاکٹر ضیاء الحق رضوی بھی موجود نہیں تھے اس لئے ان حضرات سے صرف فون پر بات ہوئی اور دعائیں لے کر رخصت ہو گیا۔

۸؍جون شام ۷ بجے پٹنہ پہنچ گیا اور سب سے پہلے اپنے پیارے دوست ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد قاضی ادارہ شرعیہ پٹنہ سے رابطہ کیا مگر ہزار کوششوں کے بعد بھی ناکام رہا اور یہ ملال لئے ہوئے گاڑی پر بیٹھ گیا۔ خطیب الہند حضرت علامہ ڈاکٹر حسن رضا خاں پی ایچ ڈی پٹنہ سے فون پر ہی خوب دعائیں لیں اور ٹرین منزل کی سمت چل پڑی۔ ٹرین کی سست گامی کو دیکھ کر اکثر طبیعت اکتا سی جاتی اور دل ہی دل میں یہ احساس چٹکیاں لینے لگتا کہ کاش میرے بازو نہیں دونوں پر ہوتے تو بہت جلد مدینے کی پر کیف اور جنت بداماں فضا کو آنکھوں سے بوسہ دیتا اور شہر نور کے غبار کو چہرے پہ مل کر سامانِ خلد فراہم کرتا۔ اپنا شعر

غبار شہر طیبہ میں اٹا رہنے دو چہرے کو
شفاعت کا یہ غازہ ہے اسے پونچھا نہیں کرتے

۱۰؍جون ۲۰۱۱ء کی صبح گیارہ بجے ۵ گھنٹے تاخیر سے ٹرین پونہ پہنچی اس دوران کئی مرتبہ میرے دوست محترم الحاج نثار احمد رضوی نے فون پر رابطہ کیا اور اپنی بے قراری کا اظہار کرتے رہے۔ جمعہ کا دن ہونے کی وجہ سے میں بھی مضطرب تھا کہ کہیں نماز جمعہ خطرے میں نہ پڑ جائے، لیکن میرے مولیٰ کا بے پناہ کرم کہ نماز سے تقریباً دو گھنٹے قبل کونڈا خرد اپنی قیام گاہ ثناء منزل پہنچ گیا جو محترم الحاج نثار احمد رضوی کا عشرت کدہ ہے۔ یہاں میری آمد کی خبر سُن کر گھر کے جملہ افراد فرش راہ بنے ہوئے تھے، بھائی نثار کے والدین، بیوی، بچے اور تمام برادران علماء نواز ہیں۔ یہ ان حضرات کی سعادت مندی ہے کہ کسی بھی سنی عالم دین کی تعظیم وتوقیر میں کوئی لمحہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ یہ تمام حضرات اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ علمائے دین کی خدمت سے جو برکتیں حاصل ہوتی ہیں اس کا کوئی حصہ گھر سے باہر جانے نہ پائے۔ بھائی اظہار، بھائی امتیاز اور گھر کے سبھی لوگ سلیقہ شعار، باادب اور

حسن تربیت کے مرقع ہیں۔ سلام ودست بوسی کے بعد عزیزم صادق رضا اور صابر رضا نے سامان سنبھالا اور ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے ان کی بچی ثناء نے بڑے ادب سے سلام عرض کیا اور خیریت دریافت کرنے لگی ادھر ان کی اہلیہ محترمہ نے پہلے سے ہی ٹھنڈا گرم پانی تیار کر رکھا تھا۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر باہر نکلا تو دیکھا کہ دسترخوان سجا ہے اور بیک زبان سارے بچوں نے عرض کیا حضرت پہلے ناشتہ کر لیں پھر نماز کو جائیں حالانکہ جمعہ کی اذان ہو چکی تھی، مگر بچوں کی محبتوں کا احترام کرتے ہوئے ہلکا ناشتہ لیا اور نماز جمعہ کے لئے جامعہ قادریہ کے ہال میں پہنچ گیا جو میری قیام گاہ سے دس قدم کے فاصلے پر واقع ہے اور تقریباً دس سال قبل اس جامعہ سے پانچ سالہ تدریسی خدمات کے زریں دور بھی وابستہ ہیں۔ محبّ محترم الحاج مفتی ایاز احمد صاحب قبلہ مصباحی اور حضرت مولانا الحاج نوشاد عالم مصباحی جوہانس برگ افریقہ کی قیادت وسرپرستی میں اپنی ترقیاتی منزلیں عبور کر رہا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی نظروں سے بچتے بچاتے ہال میں داخل ہوا۔ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو خطابت کی ذمہ داری میرے سر ڈال دیتے جبکہ سفر کی چوٹ نے اس قدر نڈھال کر دیا تھا کہ میں اس وقت کسی قابل نہ تھا اور مفتی صاحب کے حکم سے انکار میرے لئے بہت بڑا مسئلہ تھا۔ اس لئے ایک گوشے میں بیٹھ کر ان کی تقریر کی کرنوں سے اپنی فکر کے منبر ومحراب کو روشن کرتا رہا، بعد نماز جب میں نے سلام عرض کیا تو نہایت گرم جوشی سے ملے، مصافحہ ومعانقہ کیا، مبارکبادیاں اور ڈھیر ساری دعائیں دیتے رہے۔

صلوٰۃ وسلام سے فارغ ہو کر الحاج نثار احمد رضوی کے دونوں بچے صابر رضا اور صادق رضا شدت سے باہر انتظار کر رہے تھے، مسجد ہال سے جیسے باہر نکلا بچے ساتھ لیکر گھر کی طرف چل پڑے، دسترخوان پر مزاج کے مطابق کھانا سجا تھا خوب مزے لے کر کھایا گیا میرے ساتھ اور حضرات بھی دسترخوان پر موجود تھے سب نے کھانے کی خوب تعریف کی۔ مولائے کریم الحاج نثار احمد، ان کے سبھی بچے، اہلیہ اور جملہ اہل خانہ کو ایمان وعقیدہ کی سلامتی عطا فرمائے۔ مسلک اعلیٰ حضرت پر چلائے اور گھر کو رزق حلال سے مالا مال کرے۔ عمرہ کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۸ رمئی ۲۰۱۱ء کو قاضی شریعت حضرت مفتی شمیم القادری زیدہ مجدہٗ رئیس الاساتذہ مدرسہ دینیہ غوثیہ امام گنج مظفر پور کی خدمت میں بغرض ملاقات حاضر تھا، ملی و مذہبی مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی کہ موبائل کی گھنٹی بجی، ریسیو کرنے پر معلوم ہوا کہ میرے دیرینہ کرم فرما ثنا ٹور اینڈ ٹریولیس کے مالک و نگراں محترم الحاج نثار احمد رضوی پونہ کا فون ہے علیک سلیک کے بعد جو بات میرے پردۂ سماعت سے ٹکرائی وہ یہ تھی ''حضرت مدینہ شریف کا سفر مبارک ہو، عمرہ کے لئے ویزہ لگ چکا ہے۔ ۱۳/ جون ۲۰۱۱ء کی شام ۷ بجے سعودی ایرلائنس سے مدینہ منورہ کے لئے روانگی ہے اور آپ ۱۲/ جون تک پونہ تشریف لے آئیں،، اس عظیم خوشخبری کو سن کر سرور کیف میں ڈوب گیا، مسرتیں گلے سے لپٹ کر مچلنے لگیں۔ کیونکہ الحاج نثار احمد نے اس مقدس سفر کا مژدہ سنایا جس کے ارادے سے بیمار روحیں شفایاب ہونے لگتی ہیں، گناہوں کا بوجھ ہلکا ہونے لگتا ہے اور دلوں کی مرجھائی کلیاں کھل کھلا اٹھتی ہیں۔

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

یہ اُس شہنشاہ کا دربار ہے جہاں شر خیر سے بدل جاتا ہے، غم خوشی کے ہجوم میں کھو جاتا ہے، نار نور کا قبا پہن لیتی ہے اور سیآت حسنات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اپنا شعر

نور کے پھول کھلاتی ہے مدینے کی ہوا
نار کو نور بناتی ہے مدینے کی ہوا

۲۹ رمئی کو اپنے گھر کمہار پہنچا۔ والد صاحب اور دیگر اہل خانہ کو جب یہ مسرت افزاء خبر دی کہ ''آیا ہے بلاوا مجھے دربار نبی سے'' یہ سُن کر سب کی آنکھیں خوشی سے چھلک

پڑیں اور سب کے دل پر شوق کی یہی صدا تھی کاش صبا میرے لئے بھی کسی روز یہ پیام لاتی کہ ''تمہیں بھی آقا بلا رہے ہیں'' ادھر میں اپنی تیاریوں میں مصروف ہو گیا مگر کبھی میں اپنی معصیت بھری زندگی کو دیکھتا اور کبھی اُن کے کرم کے فیصلے پر نظر ڈالتا، کبھی اپنے ظلمات نفس پر لجاتا اور ندامت کے آنسو بہاتا لیکن ان کا کرم ہے ان کا کرم، ان کے کرم کی بات نہ پوچھو۔

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

۸ رجون ۲۰۱۱ء رات گیارہ بجے پٹنہ سے پونہ کا ریزرویشن تھا اس درمیان نئے چھ سات جوڑے سلوائے، احرام کیلئے کپڑے خریدے، عطر، سرمہ اور دیگر اشیا جن کی سفر میں ضرورت تھیں سب لے لی گئیں گویا زادِ سفر اکٹھا کیا جا رہا تھا اور نہیں تھا تو دامن زندگی میں نیکیوں کا کوئی گلاب، جو اس رحمت دارین کے حضور پیش کرتا، حسنات و خیرات کی کی کوئی کلیاں جو محبوب داور کے قدموں میں نچھاور کرتا۔ ۷/ جون ۲۰۱۱ء کی صبح سسکتی آہوں اور آنکھوں کے گرتے جھرنوں کے ہجوم میں والد صاحب قبلہ سے لپٹ کر رو دیا، جد کریم جناب عین الحق رضوی، الحاج محمد ہاشم رضوی، عبد الغفار رضوی، عبد الستار رضوی اور ماسٹر عبد الجبار رضوی صاحبان سے گلے ملتا رہا اور سب کی دعاؤں کو اپنے دامن میں سمیٹتا رہا ادھر برادر عزیز محمد بدر الزماں نوری و حافظ مولانا محمد سلیم الزماں نوری گلے مل مل کر روتے رہے اور بارگاہ رسالت میں اپنی عرضی پیش کرنے کا وعدہ لیتے رہے اور پھر میں الوداعی سلام کرتا ہوا بھیگی پلکوں کے ساتھ سسرال کے لئے روانہ ہو گیا۔ وہاں ایک رات ٹھہرا اور ۸/ جون ۲۰۱۱ء کی صبح اپنے خسر محترم جناب نور الہدیٰ رضوی اور پھوپھا نور عالم رضوی سے دعائیں لیں سامنے میرے بیٹے عزیزم محمد حسان رضا قادری، سلمان رضا غوثی اور پیاری بیٹی عائشہ قمر نوری برستی آنکھوں کے ساتھ گلے سے لپٹ گئی، سب کو میں نے اپنی محبت کی بانہوں میں سمیٹ کر ڈھیر ساری دعائیں دیں اور برادر عزیز فہیم الزماں اکمل کے ساتھ مظفر پور بس اسٹینڈ کے لئے روانہ ہو گیا جہاں سے پٹنہ کے لئے گاڑیاں ملتی ہیں۔ میرے چھوٹے چچا محترم

برساتی پیاری پیاری جالیاں اور مسجد نبوی شریف کے پُر نور منارے، جس
کی یاد میں ایک عاشق صادق آنکھوں آنکھ میں کئی کئی راتیں نکال دیتا ہے۔
ایک مومن کامل کی ساری آرزوؤں کا مرکز تاجدار کونین کی چوکھٹ ہے
جہاں پہنچ کر موت کو زندگی کا مزہ ملتا ہے، غم کو خوشی کا احساس ہوتا ہے اور
درد خود دوا بن کر جسم کے ہر رگ و پے میں دوڑنے لگتا ہے“۔

مدینہ میں اترتے وقت دل کے جذبات کس طرح نغمہ زن ہیں ملاحظہ کریں:

”اب چند ثانیے کے بعد ہمارا طیارہ اس نوری فضا میں رقص کرنے
والا ہے جہاں کے غبار میں پروردگار نے وہ برکت رکھی ہے کہ اگر انسانیت
کے چہرے پر مَل دیا جائے تو گناہوں کے سارے داغ دھبے دور ہو جائیں،
جہاں ہر چراغ مزار قدسی پروانہ وار پھرتے ہیں، جہاں کی گلیاں جنت
بداماں ہیں، جہاں کے ذروں سے آنکھ ملانے کے لئے آفتاب و ماہتاب
بھی شرماتے ہیں، جہاں کی فضاؤں میں نبی رحمت ﷺ کی شفاعت کی
خوشبو رچی بسی ہے، جس کی آغوش میں دس ہزار سے زائد صحابہ کی سعید
روحیں محو استراحت ہیں جن کی موت کو قرآن زندگی سے تعبیر کر رہا ہے، جس
کی صبح میں ان کی تلاوت کے پاکیزہ لہجے آج بھی گونج رہے ہیں، جس کی
شام میں ان کی زلفوں کی سیاہی کی چمک کل کی طرح آج بھی محفوظ ہے
اور جہاں کی زمین عرش سے زیادہ نازک تر ہے، قسمت کی ارجمندی اس
سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ کونین کا مسیحا بیمار اور مضطرب روح کو نسخہ شفا
عطا کرنے کے لئے اذن حضوری سے مشرف کر چکا ہے اور اپنے نوری
قدموں میں بلا کر نجات وشفاعت کا پروانہ بھی عطا کرنے والا ہے، کہاں
اپنی سیہ کاری، عصیاں شعاری، بے عملی، داغ معصیت سے پورا جسم داغدار،
گناہوں سے پوری زندگی بوجھل، کہاں یہ روسیاہ اور کہاں وہ مدینے کی

مقدس فضا، گنبد خضریٰ کے پُر نور سائے، انوار الٰہی کا مرکز و مصدر اور وہ
مقدس آستانہ جہاں ملائکہ ہر گھڑی کشکول تمنا لئے حاضر“۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ کتاب سفرنامہ کے ساتھ حج کے فضائل اور ضروری
مسائل پر بھی مشتمل ہے۔ اس طرح یہ کتاب سفرنامہ کے ساتھ حج کی معلوت افزا کتاب بن
گئی ہے۔ میں اس کتاب کی ترتیب پہ زائر حرم حضرت مولانا محمد قمر الزماں مصباحی کو مبارکباد
پیش کرتا ہوں۔ جناب الحاج نثار احمد صاحب رضوی تو اس سفرنامہ کا لازمی حصہ ہیں کہ ایک
عاشق کی تمنائے دلی کی تکمیل کے لئے سرکار ﷺ نے ان کو ہی واسطہ بنا کر پیش کیا۔ یہ
انتخاب یقیناً الحاج نثار احمد صاحب کے لئے باعث مسرت اور ہمارے لئے قابل رشک
ہے۔ خدائے تعالیٰ ان تمام حضرات پر جو سفرنامہ کا حصہ ہیں اور ان تمام افراد پر جو اس
سفرنامہ کے قاری اور حرمین میں حاضری کے تمنائی ہیں اپنی رحمتیں برسائے اور سب کو حرمین
شریفین کی زیارت سے شادکام فرمائے۔ آمین

لئے مصرع طرح دے کر ہندوستان کے تقریبا ہر اطراف کے شعرا سے رابطہ کر کے ان سے
حضرت محسن ملت کی شان میں مناقب لکھوائے اور اسے کتابی شکل میں ''مناقب محسن ملت''
کے عنوان سے منظر عام پہ لے آئے۔ اس طرح ان کی مساعی جمیلہ نے حضرت محسن ملت کی
حیات وخدمات کے تعلق سے کئی کتابیں جماعت اہل سنت کو دیں ''معارف محسن ملت'' کی
حیثیت سے اپنی ایک منفرد شناخت قائم فرمائی ہے جس سے علمی طبقے کا کوئی فرد انکار نہیں
کرسکتا۔

مولانا قمر کی مجاہدانہ ذہنیت اور تحریک اسلاف شناس جذبے نے ایک قدم اور
آگے بڑھ کر ہندوستان کی جلیل القدر شخصیات اور ان کی مذہبی وملی خدمات سے موجودہ نسل
کو روشناس کرانے کے لئے ایک اور کتاب ''آفتاب و ماہتاب'' کے نام سے مرتب فرمائی
جس میں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا بریلوی، مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا بریلوی، ملک العلماء
علامہ سید ظفر الدین بہاری، صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، رئیس المتکلمین علامہ سید سلیمان
اشرف بہاری، تاج المفسرین علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی، تاج العرفاء علامہ سید عبدالرحمٰن
قادری بھاگلپور، محدث اعظم علامہ سید محمد میاں اشرفی کچھوچھوی، شیخ الاساتذہ علامہ احسان
علی مظفر پوری، شیر بیشہ سنت علامہ حشمت علی لکھنوی، محسن ملت علامہ حامد علی رائپوری، امین
شریعت علامہ رفاقت حسین مظفر پوری، حافظ ملت علامہ عبدالعزیز مرادآبادی، مجاہد ملت
علامہ حبیب الرحمٰن اڑیسوی، شمس العلماء علامہ شمس الدین جونپوری علیہم الرحمۃ والرضوان
کے حالات شامل ہیں۔

سلسلۂ اسلاف شناسی کی اس پہلی کڑی کو اہل علم وادب نے قدر کی نگاہوں سے
دیکھا اور خوب پذیرائی کی۔ جو لوگ تحریک اسلاف شناسی کے خوش نما لبادے میں اسلاف
بیزاری کی مہم چلا رہے ہیں انہیں مولانا قمر کے اس پاکیزہ جذبہ کا گہرائی سے مطالعہ کرنا چاہئے

یہاں اس حقیقت کی نقاب کشائی بھی ضروری ہے کہ یہ تمام کتابیں ع

عدم جنوں سے کہو عقل دوست ہو جائے
کہ شہر یار عموما وزیر رکھتے ہیں

کے تحت وجود میں آئی ہیں اگر شہر یار جذبہ جنوں حضرت مولانا قمر کو وزیر مملکت علم وادراک
حضرت مولانا اکبر علی فاروقی کی مصاحبت میسر نہیں آئی ہوتی تو ان کتابوں کے عدم سے
وجود میں آنے کی حکایت بھی شاید معدوم ہی رہتی۔ خدائے تعالیٰ ان دونوں کی خدمات کو
قبول فرمائے اور صلہ میں اپنی رضا وخوشنودی عطا فرمائے۔

مولانا قمر کی یہ معطر ومعنبر تازہ کتاب ''جوآنکھوں نے دیکھا'' ایک زائر کی داستان،
ایک عاشق کی روداد، ایک صحافی کی رپورٹ، ایک مصور کی تصویر اور ایک عالم کے ''باخدا
دیوانہ باش وبامحمد ہوشیار'' کے جذبہ کا عکاس ہے۔ کتاب کی زبان بڑی شیریں، سہل اور دل
نشیں ہے۔ بعض بعض مقامات پر جملے بڑے اچھوتے اور جذبات میں ایسے شرابور معلوم
ہوتے ہیں کہ قاری کے دل کی کیفیات بھی جذباتی ہونے لگتی ہیں مثلا یہ پیراگراف دیکھیں،
مدینہ امینہ کی برکات کا کیسا تصور باندھا ہے۔

''یہ اُس شہنشاہ کا دربار ہے جہاں شَر خیر سے بدل جاتا ہے، غم خوشی
کے ہجوم میں کھو جاتا ہے، نار نور کا قبا پہن لیتی ہے اور سیّات حسنات
میں تبدیل ہو جاتے ہیں''۔

مدینہ پاک کی طرف طیارہ اڑان بھرنے والا ہے اس دم حساس طبیعت کے
احساسات کیا ہیں دیکھیں:

''طیارہ میں جیسے ہی سوار ہوا چالیس سالہ زندگی میں جو درد وکرب، رنج
والم، کلفت وغم اور مصیبتیں درپیش ہوئیں سب یکلخت بھول گیا۔ یاد رہیں
تو صرف اور صرف بطحا کی گلیاں، گنبد خضریٰ کے رحمت پاش سائے، نور

من زار قبری وجبت له شفاعتی کے جام سے سرشار ہوگئے۔ اس سفر سعادت کے دوران مولانا قمر نے دل، دماغ اور اپنی پرنم آنکھوں سے حرمین شریفین کے انوار وتجلیات کو اپنے اندر اس طرح جذب کیا کہ وہ ایک مستقل کتاب کا عنوان بن گیا ''جوآنکھوں نے دیکھا'' اسی جذب وانجذاب کی پرکیف اور پرنور داستان ہے جو میرے پیش نظر ہے۔

مولانا قمر کی یہ تازہ تالیف ہے اس سے قبل ان کی تقریباً ایک درجن کتابیں

☆ انوار خاکی

☆ امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ

☆ محسن ملت ارباب علم ودانش کی نظر میں

☆ معارف محسن ملت

☆ مناقب محسن ملت

☆ مظہر مفتی اعظم شخص وعکس

☆ آقائے کائنات اور انکا اخلاق

☆ امام احمد رضا اور تبرکات کی عظمت

☆ بسم اللہ کی برکتیں

☆ آفتاب وماہتاب وغیرہ

منظر عام پہ آچکی ہیں۔ جب کہ نعتوں کا مجموعہ مثل تو نہ شد، آفتاب وماہتاب حصہ دوم، ملک العلماء حیات وخدمات، مفتی اعظم اور انکا تقویٰ، شیر بہار اور انکے مشاہیر تلامذہ، معارف محدث اعظم بہار، حضرت شاہ عبداللہ حیات وخدمات اور انکے مقالات کا مجموعہ طلعت افکار منتظر اشاعت ہیں۔ کتابوں کی یہ ترتیب بتارہی ہے کہ ان کا ذہن کبھی خالی نہیں بیٹھتا بلکہ حقائق کے اظہار، تاریخ کی بکھری ہوئی کڑیوں کی ترتیب، بوسیدہ اوراق کی تجدید اور

اسلاف سے اخلاف کے تعلق کے احیا کے خاکے بنا تا رہتا ہے۔

پہلی کتاب ''انوار خاکی'' کے ذریعہ انہوں نے مجذوب کامل جلالۃ العرفان حضرت شاہ نعمت علی عرف خاکی بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت اور ان کے حالات سے ہمیں متعارف کرایا اور بتایا کہ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ہم عہد بزرگ ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے مستفتی ہیں، ان کا مسکن دوری ضلع سیتامڑھی ہے اور مدفن مہنار شریف ضلع ویشالی ہے جو آج بھی زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

دوسری کتاب ''امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ'' کے عنوان سے منظر عام پہ آئی جس میں اصلاح معاشرہ کے حوالے سے امام احمد رضا کی خدمات وتعلیمات کی جھلکیاں پیش کی گئیں۔ اور یہ واضح کیا گیا کہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت نے کسی بھی علمی، ادبی، مذہبی، ملی اور اقتصادی وسماجی پہلو کو تشنہ تحقیق نہیں چھوڑا اور کسی بھی طبقہ کے افراد کو مایوس نہیں کیا سب کے لئے انہوں نے لکھا اور جو لکھا وہ ''مستند ہے میرا فرمایا ہوا'' کا مصداق بن گیا۔ اس کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم کہ اب تک اس کے ۴؍ایڈیشن ہندوستان سے شائع ہو چکے اور ایک ایڈیشن پاکستان سے۔

تیسری کتاب ''معارف محسن ملت'' کے نام سے ہے یہ سن ۲۰۱۰ء میں منظر عام پہ آئی۔ یہ کتاب چودہویں صدی کی عظیم شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے شاگرد محسن ملت حضرت مولانا شاہ حامد علی فاروقی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر مشتمل مقالات کا مجموعہ ہے اس کتاب نے واقعی حضرت محسن ملت کی زندگی کے مٹتے ہوئے نقوش کو زندہ وجاوید بنادیا ہے۔

مولانا قمر کے جذبہ اسلاف شناسی نے یہیں پر بس نہیں کیا بلکہ وہ اس سمت دیوانہ وار آگے بڑھتے رہے اور حضرت محسن ملت کی شان میں مناقب کا نذرانہ پیش کرنے کے

قدموں میں بلاکر نجات وشفاعت کا پروانہ بھی عطا کرنے والا ہے، کہاں اپنی سیہ کاری، عصیاں شعاری، روسیاہی اور کہاں مدینے کی مقدس فضا، گنبد خضریٰ کے پُرنور سائے، انوارِ الٰہی کا مرکز ومصدر اور وہ مقدس آستانہ جہاں ملائکہ بھی ہر گھڑی کشکول تمنا لئے حاضر، یہ سوچ کر پورا وجود عرق ندامت میں غرق تھا کہ حسان الہند، عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا قادری قدس سرہ یاد آئے، اُن کے کرم نے دستگیری کی اور یہ شعر زبان پر مچلنے لگا''

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

حقیت یہ ہے کہ یہ کتاب رودادِ سفر بھی ہے اور رودادِ دل بھی، نو بہار زیارت بھی ہے اور نو بہار عشق بھی، ترجمانِ واردات بھی ہے اور ترجمانِ جذبات بھی، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں مولانا موصوف کے سفر اور رودادِ سفر کو قبولیت کے شرف سے مشرف فرمائے اور ہر مومن کو اپنے گھر اور اپنے محبوب کے در کے دیدار سے ہمکنار فرمائے، ساتھ ہی اپنے اس فقیر بندے، اپنے محبوب کے حقیر غلام، غلام مصطفےٰ نجم القادری کو بھی مدینہ کی صبح بہاراں اور مکہ کی شامِ فروزاں کے جلووں میں نہانے، ڈوبنے، تیرنے اور اس طرح دارین کی سعادتیں بٹورنے کی بار بار، خوب سے خوب تر اور جلد سے جلد تر توفیق رفیق عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین بجاہِ نبی الامین ﷺ۔ آرزو یہ ہے کہ:

مدینہ جاؤں پھر آؤں، مدینہ پھر جاؤں
تمام عمر اِسی میں تمام ہو جائے

جوآنکھوں نے دیکھا

ازقلم: ڈاکٹر امجد رضا امجد

قاضی ادارہ شرعیہ، پٹنہ

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں حج کی سعادتیں میسر آتی ہیں، مبارک ہیں وہ آنکھیں جو رب اور محبوب رب کے دیار و دربار کی دید سے مشرف ہوتی ہیں اور محترم ہیں وہ انگلیاں جو آنکھوں سے دل تک کے اس سفر سعادت کو حصار قلم میں لے کر اوروں کے بیتاب جذبوں کی تسکین کا سامان بنا دیتی ہیں۔ محبّ محترم مولانا محمد قمر الزماں مصباحی ان ہی خوش نصیبوں میں ہیں جن پر فیضان خداوندی ٹوٹ کر برسا، ان کی برسوں کی اداس تمنائیں سرسبز وشاداب ہوگئیں، دل کے خزاں رسیدہ گلشن میں سرکار مدینہ ﷺ کے نوازشات کی بہار آئی اور حرمین طیبین میں اترنے والی نورانی کرنوں نے ان کے سراپا کو ایسا سنوارا کہ گلشن حیات کا ہر گزرا ہوا لمحہ، ان کے اس لمحہ حضوری کی تابندگی پہ قربان ہوگیا۔

مولانا قمر ان لوگوں میں نہیں جو کائنات کا مطالعہ سرسری نگاہوں سے کرتے ہوئے گزر جائیں بلکہ ان کا دل بینا ہر چیز میں خدا کی قدرت اور شہکار قدرت کی تجلیات کا متلاشی رہتا ہے۔ ان کی متلاشی نگاہ سطح دریا سے موج تہہ نشیں تک کا سفر کرتی ہے اور ''سفر وسیلۂ ظفر'' کے طور پہ جو کچھ ہاتھ آتا ہے اسے ''حلوہ تنہا نہ باید خورد'' پر عمل کرتے ہوئے صاحبان ذوق میں تقسیم کردیتے ہیں۔

سن ۲۰۱۲ء ان کی خوش بختی کا سال تھا کہ اسی سال عمرہ کی واپسی پر انہیں حج کی سعادت بھی مرحمت ہوئی، سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ سے انہیں پروانۂ حضوری ملا اور پھر وہ

نہیں وہ یہ یقین رکھے کہ ''انــا حیؑ،، میں زندہ ہوں اس نے بقید حیات میری زیارت کی، میں کیسے مرسکتا ہوں میں تو وہ ہوں کہ میرے نام پر مرنے والے زندگی جاوداں پالیتے ہیں، میں تو وہ حیات بخش نبی ہوں کہ میں نے تو موت کو مسیحا بنادیا ہے، اس لئے تم میری قبر کے سامنے نہیں بلکہ اس یقین سے حاضری دو کہ میں نے اپنے نبی کو حیات ظاہری میں دیکھا اور دیدار پُرانوار سے مشرف ہوا، جبھی تو مرشدی الکریم حضور مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں۔

تمہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں
کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں
تمہارے قدموں پہ موتی نثار ہونے کو
ہیں بے شمار میری اشکبار آنکھوں میں

دنیا میں چند مسجدیں ایسی ہیں جنکی عظمت تمام مساجد سے زیادہ اور بلند و بالا ہے، دوسری فضیلتوں کے سوا ذرا یہی فضیلت دیکھئے کہ حضرت خضر علیہ السلام ہر جمعہ مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد قدس، مسجد قبا اور مسجد طور میں نماز پڑھتے ہیں، زمزم نوش فرماتے ہیں اور چشمہ سلوان پر غسل کرتے ہیں۔ تاہم عشاق کی نظر میں مسجد نبوی شریف کا جو مقام و احترام ہے اس کی بات ہی کچھ اور ہے، خود نبی محترم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جس نے مسجد نبوی میں چالیس نمازیں متواتر ادا کیں، اس کے لئے جہنم، عذاب اور نفاق سے نجات لکھدی جاتی ہے۔

دوسری حدیث میں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ''میری اس مسجد میں نماز، دوسری کسی مسجد میں ہزار نماز سے افضل ہے، یہاں یہ یاد رہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ مسجد نبوی کو کسی اور وجہ سے یہ درجات حاصل ہیں بلکہ یہ صرف حضور کی نسبت وصحبت کی برکت ہے، مسجد نبوی شریف کے بے شمار فضائل و کمالات میں جو فضیلت میری نظر میں اکبر الفضائل ہے وہ ہے اس مسجد میں حضور سید عالم ﷺ کا آرام فرما ہونا۔

اس لئے عشاق کے دل کی یہ آواز رہی ہے، رہے گی، اور ہے کہ

لعلوں میں ہے پسند مجھے آمنہ کا لال
شہروں میں مجھکو شہر مدینہ پسند ہے

تبھی تو صاحب روداد سفر عزیزم مولانا محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری شہر مدینہ کی آرزو میں بیکل ہو کر اپنی حسرتوں کا برملا اظہار یوں کرتے ہیں کہ ''دل ہی دل میں احساس چٹکیاں لینے لگتا ہے کہ کاش میرے بازو نہیں دونوں پر ہوتے تو بہت جلد مدینہ کی پُر کیف اور جنت بداماں فضا کو آنکھوں سے بوسہ دیتا اور شہرِ نور کے غبار کو چہرے پر مل کر سامان خلد فراہم کرتا'' اُن کا یہ شعر اُن کے جذباتِ دل کی خوب عکاسی کرتا ہے۔

غبارِ شہرِ طیبہ میں اٹا رہنے دو چہرے کو
شفاعت کا یہ غازہ ہے اِسے پونچھا نہیں جاتا

اور جب مدینہ کی سُہانی فضا کے قریب ہوئے تو قربت لطیف احساس کا جامہ پہن کر نوک قلم سے یوں گلکاری کرنے لگا۔

''اب چند ثانئے کے بعد ہمارا طیارہ اس نوری فضا میں رقص کرنے والا ہے جہاں کے غبار میں پروردگار نے وہ برکت رکھی ہیکہ انسان کے چہرے پہ مَل دیا جائے تو گناہوں کے سارے داغ دھبے دور ہو جائیں، جہاں کی گلیاں جنت بداماں ہیں، جہاں کے ذروں سے آنکھ ملانے کے لئے آفتاب و ماہتاب بھی شرماتے ہیں، جہاں کی فضاؤں میں نبی رحمت کی رحمت کی خوشبو رچی بسی ہے اور جہاں کی زمین عرش سے زیادہ نازک تر ہے۔''

ذرا دیکھئے ان کے تخیل کی پاکیزگی، وجدان عجز و نیاز کی نازک اداؤں میں ڈھل کر اس بلندی سے سرفراز ہو رہا ہے کہ لگتا ہے الفاظ ادب و احتیاط کے کوہ نور ہیرے کو رجھا رہا ہے۔

''قسمت کی ارجمندی اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے کہ کونین کا مسیحا بیمار اور مضطرب روح کو نسخہ شفاء عطا کرنے کیلئے اِذنِ حضوری سے مشرف کر چکا ہے اور اپنے نوری

زید بن اسلم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس آیت کریمہ میں مدخل صدق سے مراد مدینہ منورہ ہے۔

۲.........لنبوئنهم فی الدنیاحسنه ..... یہاں حسنہ سے مراد مدینہ منورہ ہے، کہ اس میں حسّی معنوی خوبیاں پائی جاتی ہیں، جب حسنہ سے مراد مدینہ منورہ ہوا تو ربّنا اٰتنا فی الدنیاحسنة وفی الآخرة حسنه کا معنٰی یہ ہوگا اللہ ہمیں دنیا میں بھی مدینہ نصیب ہو اور ہماری موت بھی یہیں ہو اس لئے تو قلب مومن کی تمنا ہے کہ

مری خاک یارب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کردے غبارِ مدینہ

مدینہ ارض گیتی کا وہ خوش نصیب قطعہ ہے جس کے محاسن ومراتب خود سرکار مدینہ ﷺ نے مختلف انداز میں بار بار ارشاد فرمائے چند ارشادوالانہاد دیکھئے اور مدینہ کا رتبہ حضور کی نظر میں کتنا بلند ہے ملاحظہ کیجئے۔

۱.......اللھم حبب الینا المدینه کحبنا مكة او اشد......اے اللہ ہمیں مدینہ منورہ محبوب بنادے، جس طرح مکہ مکرمہ، بلکہ اس سے بھی زیادہ

۲----ما علیٰ الارض بقعة احب الیّ من ان یکون قبری لها منها، میری قبر کی جگہ مجھے روئے زمین سے زیادہ پسند ہے۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

۳----لیس فی الارض بقعة اکرم من بقعة قبض نفس نبیه ﷺ وہ جگہ جہاں حضور ﷺ کا وصال ہوا ہے اس خطے سے افضل کوئی خطہ نہیں، میرا اپنا شعر۔۔۔

وہاں کی خاک کا بھی ذرّہ ذرّہ رشکِ جنّت ہے
شمیم زلف پھیلائے مرے آقا جہاں تم ہو

۴----ابن زبالہ نے روایت کیا ہے کہ والّذی نفسی بیدی ان تربتها کمومنة، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس شہر کی مٹی مومنہ ہے۔

۵----ابن جوزی فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے المدینة قبة الاسلام المدینة قلب الایمان، مدینہ اسلام کا قبہ ہے مدینہ اسلام کا قلب ہے۔

۶------حضرت نافع ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا من زار قبری وجبت له شفاعتی، جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہوگئی۔

۷-----حضرت سعید مقری فرماتے ہیں میں نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ من زارنی بعد موتی فکانما زارنی وانا حی، جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے مجھے بقید حیات دیکھا، سبحان اللہ اسی لئے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ایک مصرع میں دو بار رب کی قسم کھاتے ہوئے حضور جان نور ﷺ کی زندگی پاک کا اعلان یوں کرتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

مدینہ منورہ کے حوالے سے یہ چند گوہر نایاب ہیں جو اس نبی کی مبارک زبان سے ادا ہوئے ہیں جو زبان حامل قرآن اور ترجمان رحمان ہے، جو زبان چشمہ علم وحکمت ہے جس زبان سے نکلی ہوئی بولی وحی خدا ہوتی ہے۔

وہ زباں جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

اپنی اس نبوت والی زبان سے کہیں مدینہ منورہ کی مٹی کو مومنہ کہا، کہیں مدینہ منورہ کو اسلام کا گنبد کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ ساری دنیا اسلام کی عمارت ہے تو مدینہ اس عمارت اسلام کا گنبد ہے، کہیں مدینہ سے اپنی بے پناہ محبت وانسیت کا اظہار فرمایا، کہیں اپنی زیارت کرنے والوں کے حق میں شفاعت کی بشارت سنائی۔ اور اس احسان کو اذعان کے نور سے ایسا معمور کردیا کہ فرمایا میری قبر پر آنے والا کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس نے میری قبر کی زیارت کی،

حاضری؟ اعلیٰحضرت قدس سرّہ فرماتے ہیں

ہم گرد کعبہ پھرتے تھے کل تک اور آج

ہم پر نثار ہے یہ ارادت کدھر کی ہے

مدینہ دنیائے عشق کی راجدھانی ہے جس کی فضاؤں میں خدا کے سب سے عظیم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سانسوں کی خوشبو رچی بسی ہے۔

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے

کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

مدینہ جس کی گلی، کوچوں، شاہراہوں پر آمنہ کے لال نے خرام ناز کیا جس کی برکتوں سے وہاں کا ذرّہ ذرّہ ایسا نہال ہوگیا کہ اللہ کا کلام اس کی قسم کھا رہا ہے

قرآن قسم کھاتا نہ اس شہر کی ہرگز

گر ہوتا نہ وہ گل چمن آرائے مدینہ

مدینہ جس کی دید عرش اعظم کی بھی عید ہے وہ بھی اس آرزو میں تڑپ رہا ہے

ہے بیتاب جس کے لئے عرش اعظم

وہ اس رہروِ لامکاں کی گلی ہے

مدینہ آب حیات کا وہ چشمہ سیّال ہے جہاں زندگی کو دوام اور دوام کو زندگی میسّر آتی ہے

مدینہ چشمہ آب حیات ہے یارو

چلو ہمیشہ کی لے لو بقا مدینے سے

مدینہ جہاں کی حاضری برسوں کے پاپی کو سکنڈوں میں پیکر نظافت بنا دیتی ہے۔

اس در کی حضوری ہی عصیاں کی دوا ٹھہری

ہے زہرِ معاصی کا طیبہ ہی شفاخانہ

مدینہ جہاں کا مرنا جینے کی بشارت عظمیٰ ہے، اس لئے تمنّا کی تمنّا بھی وہاں کی

خاک ہو جانا ہے۔

جی گئے وہ، مدینے میں جو مر گئے

آؤ ہم بھی وہاں مر کے جینے چلیں

اس لئے مدینے کے فضائل پر کتابیں لکھ کر غلامان مصطفیٰ اپنے فضائل کی ردا پر عظمتوں کے ٹانکے ٹانکنے کے مترادف سمجھتے ہیں۔ ابتک درجنوں کتابیں منصہ شہود پر آچکی ہیں جن میں یہ چند مشاہیر کتب کا درجہ رکھتی ہیں۔

۱........اخبار المدینہ..........علامہ محمد بن حسن

۲......فضائل المدینہ.......علامہ مفضل الجندی

۳.........وفاء الوفا............علامہ نور الدین سمہودی

۴......جذب القلوب......شیخ عبدالحق محدث دہلوی

۵.......تاریخ مدینہ منورہ......علامہ ابونصر منظور شاہ

مدینہ جس کی رفعت کا نقیب خود قرآن مجید ہے، جسکی عظمت کا خطبہ قرآن مجید پڑھ رہا ہو اس کی شان وشوکت کا کیا کہنا مثلاً..... اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً.....

حضرت مقاتل اور ثعلبی فرماتے ہیں یہاں ارض اللہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔

۲........وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ.....ابن زبالہ، عثمان بن عبدالرحمان اور عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں اس آیت کریمہ میں دار اور ایمان سے مراد مدینہ منورہ ہے۔

۳......لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ.......واسطی حضرت عیاض سے راوی ہیں کہ یہاں البلد سے مراد مدینہ منورہ ہے

۴......كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ...... مفسرین کرام نے فرمایا کہ اس آیت میں بیت سے مراد مدینہ منورہ ہے کہ مدینہ آپ کی ہجرت گاہ ہے، یہی آپ کا مسکن ہے۔

۵.........وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ.....

نوبہارِ زیارت

ازقلم: نازش تحریر ڈاکٹر نجم القادری صاحب قبلہ

زندگی خود ایک سفر ہے اور پھر اس سے سفر کے نہ جانے کتنے چشمے پھوٹتے ہیں۔ اس لئے مختلف انداز کے سفر مختلف اوقات میں لوگ کرتے ہی رہتے ہیں، انہی میں بعض سفر وہ ہیں جو کچھ دن یاد رہتے ہیں اور پھر طاق نسیاں کی نذر ہوجاتے ہیں، بعض سفر وہ ہیں جو یاد ہی نہیں رہتے بلکہ یاد رکھے جاتے ہیں اسی لئے وہ نقش دوام بنکر قبائے حیات پر چھاجاتے ہیں، اور جب وہ یاد آتے ہیں پھر سفر پر گدگداتے ہیں، حالانکہ لوگ سفر سے گھبراتے ہیں مگر یہ سفر وہ ہوتے ہیں جو کوچہ جاناں کی یاد دلا دلا کر رلاتے اور جلوہ جاناں کا مژدہ سناسنا کر روتے دل کو بہلاتے اور زخم جگر کو سہلاتے رہتے ہیں، انہیں اسفار میں بعض سفر خالص دنیا کے لیے ہوتے ہیں، جبکہ بعض سفر سراپا دین ویقین بن جاتے ہیں۔ اسی لیے ایسے سفر کی چھوٹی چھوٹی یادوں کو بھی لوگ یاد رکھتے اور قید تحریر میں لاکر یادگار بنانے کی کوشش کرتے ہیں، خود پر جو بیتی ہے وہ دوسروں کو بتانے کی نیک کاوش کرتے ہیں، ایسے ہی ایک خوبصورت مسافر کی خوبصورت روداد سفر ہمارے سامنے ہے۔

یہ روداد سفر ہے اس مقدس سرزمین کی جہاں کے لالہ زار عشق وعرفان کی بوئے جانفزا سے ابتک مشام کائنات معطر ہے۔ یہ روداد سفر ہے اس وادیِ نور کی جس کی ضیا بار کرنوں سے مکاں درمکاں چاندنی ہی چاندنی اور اجالا ہی اجالا ہے۔

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی

یہ روداد سفر ہے اس شہر کیف وسرور کی کہ جس کے تصور ہی سے اضطراب کی کشت پر سکون وقرار کی برکھا ہونے لگتی ہے۔ یہ روداد سفر ہے اس مخلص زائر حرمین طیبین کی جو علم کی پختگی، عمل کی آراستگی، فکر کی شائستگی، اخلاق کی شگفتگی، عقائد ونظریات کی درستگی کا پیکر جمیل ہے۔ آنکھوں نے جن مناظر کے مشاہدے سے سرمہ بصارت اور دل نے جن کے دیدار سے نور بصیرت حاصل کیا اور ان کے علاوہ جمالیاتی ذوق جن جن گل مراد سے بامراد ہوا ان تمام کیفیات قلبی کو الفاظ کے دھاگے میں پروکر مشتاقان زیارت کے لئے تصوراتی زیارت کا وہ سامان مہیا کر دیا گیا ہے کہ پڑھتے جایئے اور مولانا موصوف کے ساتھ رفاقت سفر کی لذت لوٹتے جایئے۔

سفر حرمین طیبین سے فیضیاب ہونے والوں کی کمی نہیں ہے اور اب تو ہر دن اس جنون میں اضافہ ہوتا جارہا ہے تاہم دل بینا، قلب تپاں، جگر بریاں اور نظر کمال جویاں کی بات ہی کچھ اور ہے، وہ تو آنسوؤں کی دھار سے وقت کے رخسار پر واردات کے وہ گلزار کھلاتا ہے جس کی خوشبو اڑائے نہ اڑے، دبائے نہ دبے اور چھپائے نہ چھپے

کچھ نہ بولو نگا زباں سے ان کی بزمِ خاص میں
آنسوؤں کے ساز پر لکھنا ہے افسانہ مجھے

اس پورے وارداتی حسّیات کے آبشار میں شہرِ آرزو، شہرِ جستجو، شہرِ خوبرو، مدینہ منورہ کا ذکر اپنے شباب پر ہے۔ کہیں کہیں تو ایسا لگتا ہے کہ نوک قلم کی سیاہی پوری قوم کی روسیاہی کو کھرچ کھرچ کر دور کر رہی ہے اور حسن تحریر، حسن تقدیر کا وہ نگارخانہ بن گیا ہے کہ قلم کی بوند بوند سے عشق کا جوبن ٹپکتا محسوس ہوتا ہے جب پڑھنے والی آنکھیں نمناک ہوئے بغیر نہیں رہتیں تو خود صاحب بیان پر کیا گزری ہوگی، اور بیخودی کو خودی کے قالب میں، ناز کو نیاز کے روپ میں کس طرح ڈھالا ہوگا وہی بہتر جانتے ہیں، اسلئے کہ طواف کعبہ کے بعد مدینہ کے اردہ کے تصور سے انسان ایسا عظیم الشان ہوجاتا ہے کہ اب کعبہ اس کا طواف کرنے لگتا ہے، جب مدینہ کے سفر کا خیال ایسا آئینہ کمال وجمال ہے تو پھر درِ اقدس کی

شب معراج جن کے پاؤں کا زینہ بنیں، جن کے آستاں کی خاک ہونا روح کی آواز اور جن کے کارواں کی گرد بننا دل مومن کی صدا ہو، جہاں جوش نہیں ہوش لازم ہے، جہاں عقل نہیں عشق کی فرماں روائی ہے، جہاں محبت وعقیدت بھی باوضو شریعت کے کوچے سے ہو کر آتی ہے۔ وہاں کی روداد رقم کرنا مجھ جیسے بے علم، کم مایہ اور بے شعور کے بس کی بات کہاں۔ اِسے تو میں اپنے لئے سامانِ بخشش اور مطلع شفاعت سمجھ رہا ہوں کہ اِس ذرۂ بے مقدار بندۂ عاصی کو اس بڑی بارگاہ میں حاضری کی سعادت ملی اور یہ روسیاہ وہاں پہنچ کر اپنے سر سے گناہوں کی گٹھری اتار آیا۔

شر خیر، شور سور، شرر دور، نار نور

بشریٰ کہ بارگا یہ خیرالبشر کی ہے

ظاہر ہے یہ اس شہنشاہ کا دربار ہے جن کی سواری کی مُہار بلبل سدرہ ہاتھوں میں تھام کر اپنے کلاہ افتخار میں چار چاند لگائیں، یہ اس تاجور کی چوکھٹ ہے جن کی پہریداری پر فرشتوں کو ناز ہو، جہاں الفاظ سکتے میں ہوں، قلم، کاغذ، معانی، رمز، کنایہ، تشبیہ اور استعارے سبھی پر خوف کی چادر تنی ہو چونکہ یہ سب تو اس بارگاہ کے غلام ہیں اور غلام میں یہ تاب وتواں کہاں کہ آقا کی تعریف کر سکے اور کرتا بھی ہے تو اس نیت سے کہ ذکر آقا سے ہمیں بلندی نصیب ہو، مجھے آفاقیت مل جائے، دوام میسر آئے، فکر کو عقیدت کے موتی چننے کا سلیقہ آجائے، قلم کو طاق قرطاس میں ان موتیوں کو سجانے کا ہنر پیدا ہو جائے اور اسی کارخیر کے صدقے اُن کے نور کا کوئی چھینٹا میری تقدیر کا حصہ بن جائے اور اگر ان کی بارگاہ کرم میں کوئی ایک حرف بھی قبول ہو گیا تو نجات ومغفرت کے پھول سے پورا وجود خوشبو دینے لگے۔ سچ مچ یہی خیال کر کے میں نے بھی قلم کو جنبش دی، ادھر فکروں نے الفاظ کے گلاب برسائے، قرطاس نے اپنے سینے کھول دیئے اور جو کچھ ہے آپ قارئین کے حوالے ہے۔ یہ سب کچھ میرے اپنے دلی کیفیات اور عینی مشاہدات ہیں اور بس! سچ پوچھئے تو وہاں کی نورانی ساعتوں کو تحریر کے آئینے میں قید کرنا انسانی زبان وقلم سے ماوراء ہے۔ یہ تو

پر جبرئیل کے خامہ عنبر شمامہ کا ہی کام ہو سکتا ہے کہ وہاں کے رنگ ونور کا نقشہ تیار کر سکے۔

بہت ممنون ہوں استاذ محترم حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفٰے نجم القادری صاحب قبلہ کا جنہوں نے نظر ثانی فرما کر کتاب کے لئے جامع مقدمہ تحریر فرمایا، مشکور ہوں اپنے دوست ڈاکٹر امجد رضا امجد قاضی ادارہ شرعیہ پٹنہ کا جنہوں نے خوبصورت سا تاثر لکھ کر کتاب کے وقار میں اضافہ کیا۔ بڑی ناشکری ہوگی اگر ڈاکٹر ابرار قادری کا تذکرہ نہ کروں جن کے قیمتی مشورے ہر گام پر کام آتے رہے مولا ان کے جد کریم جناب الحاج سخاوت حسین صاحب مرحوم اور ان کے اہل خانہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ جس قدر نام تھا اسی قدر کردار میں بھی سخاوت تھی اور آج بھی کیری شریف کی مسجد اور قبرستان ان کی دینداری اور سخاوتوں کی منہ بولتی تصویر ہے جو انکے اور ان کے اہل خانہ کی کاوشوں سے تعمیر ہوئی۔ کرم فرما صحافی عصر حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی ممبئی، محبّ گرامی حضرت مولانا اکبر علی فاروقی، نذیر احمد رضوی، ابرار احمد، اسلم رضوی، آدم رضوی، عبدالمجید، سراج پاشا موڈگیرہ، محترم الحاج عبدالمجید ومحترم فیروز میمن سدر گڑھ اُڑیسہ، محترم الحاج انور بھائی مدینہ شریف، محبّ محترم مولانا اکبر علی فاروقی وجناب اقبال شریف رائے پور کا ذکر خیر بھی ضروری ہے جن کے پیہم مطالبات پر دیار نور کا سفرنامہ لکھنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا۔ اخیر میں ایک بار پھر ثناء ٹور اینڈ ٹریولس کے مالک ونگراں محترم الحاج نثار احمد رضوی پونہ کا شکرگذار ہوں جنہوں نے چار مرتبہ اپنے ساتھ دیار نور میں حاضری کا موقع فراہم کیا۔ رب قدیر سبھوں کو دارین کی رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں سے خوب مالا مال کرے آمین ثم آمین۔

اپنے نبی کی شفاعت کا بھکاری

بندۂ عاصی

محمد قمرالزماں مصباحی مظفرپوری

لکچرر محسن ملت یونانی میڈیکل کالج، رائے پور

۴/شوال المکرّم ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳/اگست ۲۰۱۲ء

نعت پاک

از نتیجہ فکر: قاضی شریعت مفتی شمیم القادری صاحب مظفر پور

یک بہ یک میری طبیعت ایسی دیوانی ہوئی
دل کے گوشے میں نبی کی جلوہ سامانی ہوئی

راہ طیبہ میں چلا چلنے میں آسانی ہوئی
ہر قدم پہ ان کے جلووں کی فراوانی ہوئی

میری عقل وہوش نے باندھا ہے جب رخت سفر
راہِ طیبہ لگ رہی تھی جانی پہچانی ہوئی

خانہ کعبہ کا جلوہ گنبد خضریٰ کا نور
لے کے آنکھوں میں چلا پرواز لاثانی ہوئی

جب تصور سے لیا ہے کام روضے کے قریب
گنبد خضریٰ کی چھاؤں میں ثنا خوانی ہوئی

جب چلا ہونٹوں پہ لے کے نغمہ نعت نبی
رحمت اللعالمیں کے گھر کی مہمانی ہوئی

تیری ''آنکھوں نے جو دیکھا'' خوب لکھا ہے قمر
پڑھنے والوں کے دلوں میں نور افشانی ہوئی

جب تیری چاہت نے لی ہیں کروٹیں قمرالزماں
رحمتوں نے دی صدا توفیق ارزانی ہوئی

گنبد خضریٰ کی چھاؤں میں جو پہنچا یہ شمیم
خاک طیبہ سے مشرف اس کی پیشانی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے

۲۰۰۳ء میں پہلی بار جب زیارت حرمین کی سعادتوں سے مشرف ہوا تو واپسی پر رُوداد سفر قلم بند کرنے کا خیال دل میں بار بار چٹکیاں لیتا رہا لیکن کثرت کار اور ہجوم افکار کی وجہ سے یہ کام یوم وفردا پر ٹلتا گیا اور سچی بات یہی ہے کہ اپنے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا انسان لاکھ جتن اور ہزار کوشش کرے لیکن جب تک اس میں رب کی رضا شامل نہ ہو کچھ نہیں کر پاتا۔ ۸؍سال بعد تقدیر نے پھر یاوری کی، نصیبہ عروج پہ پہنچا اور دیار نور سے بلاوا آ گیا اور وہ بھی اس طرح کہ ایک سال میں تین مرتبہ سرکار مدینہ ﷺ نے حضوری کی سعادت بخشی بس اُسی وجد وکیف میں قلم لے کر بیٹھ گیا اور ''جوآنکھوں نے دیکھا'' اُسے الفاظ کا جامہ دے کر کاغذ کے سینے پر سجانے لگا۔

میں کیا اور میری بساط کیا کہ شہر نور کے پر کیف لمحات اور منور صبح وشام کی منظر کشی کر سکوں۔ نہ حضرت حسان سا پاکیزہ لہجہ، نہ حضرت جامی سا عشق، نہ حضرت رومی سا درد وکیف اور نہ ہی اعلیٰ حضرت سیدی سرکار امام احمد رضا قادری علیہم الرحمہ جیسا آداب محبت، قرآن کی زبان پر جن کی مدحت سرائی کے پھول مسکرا رہے ہیں، جملہ صحیفہ آسمانی جن کی شان میں لب کھولے ہوئے ہیں، جہاں کی فضاؤں میں نور ہو، ہوا جہاں چراغ جلانے کو آئے، نسیم جنت خرام ناز کو جن گلیوں کا طواف کرے، جہاں شب کو شبنم اپنے بالوں سے گلی کوچوں کی جاروب کشی کرے، جہاں کی زمین عنبر اور غبار مشک کی خوشبو میں لپٹا ہو، جہاں صرف جن وبشر، شمس وقمر اور سنگ وشجر ہی نہیں بلکہ ملائکہ قدس بھی سلاموں کا تحفہ لئے حاضر ہوں، جن کے پسینے سے گلاب مہکتے اور تلووں سے خورشید چمکتے ہیں، عرش جن کے نعلین چومے اور چاند وسورج

نذرِ محبت

میں شعبہ مولوی کے ابتدائی درجہ کا طالب علم تھا کہ میری پیاری امی جان اللہ کو پیاری ہوگئیں جنہیں اپنے رب کے حضور خوب خوب سجدے گذارنا، صبح وشام قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور ہر ماہ ایام بیض کے روزے رکھنا بہت زیادہ محبوب تھا، انہیں دنیا سے رخصت ہوئے تقریبا تین دہائی پورے ہوگئے، مگر انکے مقدس آنچل کا سایہ آج بھی غموں کی دھوپ سے حفاظت کر رہا ہے اور ان کی پاکیزہ دعائیں بلندیوں تک پہچانے میں ہر لحہ اپنا اثر دکھا رہی ہیں۔ اور ۳۱/اگست ۲۰۱۳ء کو میرے پیارے ابو جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب رضوی بھی داغِ مفارقت دے گئے۔

دعاء ہے کہ خدائے غافر ونعیم میرے والدین کی قبروں پر رحمت وغفران کے پھول برسائے اور ان کی تربت کو نور سے بھر دے۔ آمین ثم آمین۔

جب بھی گھیرا ہے غم نے مجھے راہ میں
باپ ماں کی دعا کام کرتی رہی

والدین کے قدموں کی دھول
محمد قمر الزماں مصباحی ایم.اے

اے اللہ! رحمٰن ورحیم

میری نگاہوں کے نور، دل کے سرور

عزیزم محمد حسان رضا قادری

عزیزم محمد سلمان رضا غوثی

اور

عزیزہ عائشہ قمر نوری

کی

کشت حیات پر آخری سانس تک حسن سیرت کی بارش برسا

اِن

پھول سے بچوں کی حفاظت فرما

اور

ان کی زندگی کی راہوں کو سنت وشریعت کے گلابوں سے

معطر کردے آمین ثم آمین

دعاگو

محمد قمر الزماں مصباحی مظفرپوری

گلہائے عقیدت

حافظ احادیث کثیرہ خطیب لاثانی

حضرت علامہ محمد حسین ابوالحقانی صاحب قبلہ

کے قدموں پر عقیدت کی کلیاں نچھاور ہیں

جن کی خطابت کی دل پذیری اور اثر خیزی اپنا جواب نہیں رکھتی

یورپ وایشیا کا اکثر خطہ جن کی تقریر پُر تنویر کا اسیر ہے

عجب جادو ہے تیری گفتگو میں
مخاطب ہو تو پتھر بولتا ہے

محتاجِ دُعا

محمد قمرالزماں مصباحی

ایم اے

ارمغانِ خلوص

شہزادۂ شیر گجرات

حافظ وقاری مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ نظامی

کی خدمت میں

عقیدتوں کے پھول پیش ہیں جنھوں نے

شہر نگاراں

میں بڑے چاؤ سے مقدس مقامات کی زیارت کرائی اور خوب اکرام

واعزاز سے نوازا

دیار نور میں حاضر ہوا قمر جس دم
تمہارے پیار کی زیبائی نے قیادت کی

محمد قمرالزماں مصباحی ایم اے

نام کتاب	:	جوآنکھوں نے دیکھا
مرتب	:	محمد قمر الزماں مصباحی
نظرثانی	:	حضرت ڈاکٹر نجم القادری صاحب قبلہ
پروف ریڈنگ	:	ڈاکٹر امجد رضا پٹنہ
کمپوزنگ	:	ڈاکٹر ابرار قادری
سن اشاعت	:	۲۰۱۴ء مطابق ۱۴۳۵ھ

ملنے کے پتے

☆ دارالعلوم فیضان اعلیٰ حضرت موڈ گیرے، چکمگلور، کرناٹک

☆ دارالعلوم امام اعظم، بھلائی درگ (چھتیس گڑھ)

☆ فیضی کتاب گھر، مہسول چوک، سیتامڑھی (بہار)

☆ مدرسہ رضائے مصطفےٰ، محمد پور مبارک، مظفر پور (بہار)

☆ مسلم یتیم خانہ، چاندنی چوک، مظفر پور (بہار)

☆ ادارہ لوح وقلم، سعد پورہ، نیم چوک، مظفر پور (بہار)

☆ جیلانی بک ڈپو، چوڑی والان، دہلی

انتساب

طریقت وشریعت، قسیم جامِ معرفت، مناظر اہل سنت، خلیفہ سرکار مفتی اعظم

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اسلم صاحب قبلہ علیہما الرحمہ

کے نام

جنھوں نے

قوم کی علمی زبوں حالی اور فکری پسماندگی کو دور کرنے کے لئے جامعہ قادریہ جیسا تعلیمی مرکز قائم فرمایا۔

ضلالت وگمرہی کے تیز وتند جھونکوں میں طہارت ایمان کی شمع روشن کی، جن کی نمازِ جنازہ میں لاکھوں فرزندانِ توحید نے شریک ہوکر اُن کی علمی جلالت کے آستانے پر سجودِ نیاز لٹائے۔

اور آج بعد وصال دل کے ہر آنگن میں جن کے اخلاص وللّٰہیت اور عشق وعقیدت کا چراغ پوری تابانی کے ساتھ مسکرا رہا ہے۔

گدائے بے نوا

محمد قمر الزماں مصباحی ایم۔اے۔

ِ نظامی

ب اکرام

ے

سفرنامہ

دیارنور میں

جوآنکھوں نے دیکھا

ترتیب

محمد قمرالزماں مصباحی ایم اے

حسب فرمائش

مولانا اکبر علی خان رضوی ، مولانا واجد علی نظامی

ناشر

دارالعلوم فیضانِ اعلیٰ حضرت

موڈ گیرے، چکمگلور، کرناٹک

تقسیم کار

ادارہ لوح وقلم

سعد پورہ، مظفر پور، بہار